بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 49

شمارہ 27

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

3 ربیع الثانی 1421 ہجری 6 وفا 1379 ہش 6 جولائی 2000ء

Postal Reg. No: PB/1023/2000

1504
Mr. T.M. Salam Sb
Chief Project Manager
R.E.C. Project Office
Padam Dev Commerical Complex
Phase -II The Ridge
SHIMLA-171001 (H.P)

☆ ☆ ☆

قادیان 24 جون 2000 (ایم ٹی اے انٹرنیشنل)
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

کل حضور نے Yogyakarta انڈونیشیا میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب کو صحابہ رضی اللہ عنہ کے واقعات سناتے ہوئے ان کی دعاؤں کی تفصیل بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللهم ايد امامنا بروح القدس وبارك لنا في عمره وامره۔

رمضان المبارک 1999-2000 میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے درس القرآن کا خلاصہ

اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کر بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت و سکون نہ ہو گا اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی

درس القرآن مورخہ 27 تا 29 دسمبر 1999 (آٹھویں قسط)

درس قرآن کریم ۲۷ دسمبر ۱۹۹۹ء۔ (سورۃ الانعام آیت ۳۴ تا ۵۳)

آیت نمبر ۳۴: "قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِىْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ...... الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ ترمذی کتاب تفسیر القرآن سورۃ الانعام میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ "ابو جہل نے رسول اللہؐ سے کہا کہ ہم تیری تکذیب نہیں کرتے لیکن اس کی تکذیب کرتے ہیں جسے تو لایا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دراصل یہ بھی ان کی شیطانی ہوتی تھی کہ ہم تیری تکذیب نہیں کرتے ہیں۔ آنحضور کو تو وہ جھوٹا کہہ ہی نہیں سکتے تھے اس لئے کہ آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ جب آپ کی تعلیم کو جھٹلاتے ہیں تو دراصل یہ آپ کی ہی تکذیب تھی۔

آیت نمبر ۳۶: "وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ...... الخ"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "آنحضرتؐ بہت جلد فیصلہ کفار کے حق میں چاہتے تھے مگر خدا تعالیٰ اپنے مصالح اور سنن کے لحاظ سے بڑے توقف اور حلم کے ساتھ کام کرتا ہے۔ لیکن آخر کار آنحضرتؐ کے دشمنوں کو ایسا کچلا اور پیسا کہ ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ اسی طرح پر ممکن ہے کہ ہماری جماعت کے بعض لوگ طرح طرح کی گالیاں، افتراپردازیاں اور بدزبانیاں خدا تعالیٰ کے سچے سلسلہ کی نسبت سن کر اضطراب اور استعجال میں پڑیں مگر انہیں خدا تعالیٰ کی اس سنت کو جو نبی کریمؐ کے ساتھ برتی گئی ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں پھر اور بار بار تاکید حکم کرتا ہوں کہ جنگ و جدال کے مجمعوں، تحریکوں اور تقریبوں سے کنارہ کشی کرو اس لئے کہ جو کام تم کرنا چاہتے ہو یعنی دشمنوں پر حجت پوری کرنا، وہ اب خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے"۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۲۰ مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

آیت نمبر ۳۷: "اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ...... الخ"۔ علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ "واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے ایمان قبول نہ کرنے اور کفر نہ چھوڑنے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ کہ آپ جن لوگوں کو اس بات کی ترغیب و تحریص دلا رہے ہیں کہ وہ آپ کی تصدیق کریں وہ بمنزلہ مُردوں کے ہیں جو سنتے نہیں اور قبول تو صرف وہ کرتا ہے جو بات سنے۔ مذکورہ مفہوم ہی میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى"۔

علامہ ابو عبداللہ القرطبی فرماتے ہیں کہ "اَلْمَوْتٰى" سے مراد کفار ہیں۔ حسن بصریؒ اور مجاہد سے مروی ہے کہ کفار مُردوں کی طرح ہیں کیونکہ نہ وہ قبول کرتے ہیں اور نہ دلیل کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

باقی 9 صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

بیسوی صدی کا آخری

جلسہ سالانہ قادیان

16-17-18 نومبر 2000ء کو ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال بھی رمضان المبارک کے پیش نظر 109 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 16-17-18 نبوت 1379 ہش بمطابق 16،17،18 نومبر 2000ء بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اور دعائیں کرتے رہیں کہ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی برکتوں کا حامل ہو۔

مجلس مشاورت بھارت

اسی طرح جلسہ سالانہ کے اختتام پر مورخہ 19 نومبر بروز اتوار جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی بارہویں مجلس مشاورت منعقد ہو گی۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

غنڈہ گردی اور وہ بھی مسجد میں

قسط(۵) آخری تسلسل کیلئے دیکھیں شمارہ 24

گزشتہ گفتگو میں ہم احراریوں کی مسلم دشمنی کے بعض تاریخی واقعات پختہ ثبوتوں کی روشنی میں پیش کرچکے ہیں ہم نے بتایا تھا کہ احراریوں نے مسجد شہید گنج کے معاملہ میں مسلمانوں کی تباہی اور ان کے نقصانات اور مسجد کی شہادت کو تو قبول کرلیا لیکن اپنے سیاسی مفادات پر کسی صورت میں آنچ نہ آنے دی اسی طرح پاکستان میں 1953 میں بھی اپنے سیاسی مفادات کی خاطر تمام ہندوستانی مسلمانوں سے ایسی سخت دشمنی کی کہ ہندوستانی مسلمانوں کے متعلق نہایت شرح صدر سے قبول کرلیا کہ ہندو اگر چاہیں تو ہندوستانی مسلمانون سے ہندوستان میں شودروں اور ملیچھوں جیسا سلوک کرسکتے ہیں اس پر انہیں ہرگز کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

آج کی گفتگو میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے سامنے احراریوں کو 1935 اور 1953ء کی شدید قسم کی ذلت واہانت کیوں برداشت کرنا پڑی دراصل اس کے پس منظر میں خداتعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کی مخالفت تھی جس کی مخالفت کی وجہ سے ہی انہیں یہ توہین و تذلیل کا تلخ پھل نصیب ہوا۔

جیسا کہ ہم ذکر کرچکے ہیں کہ احراری 1929 کی پیداوار ہیں جن میں جمیعۃ العلماء دیوبندی جماعت اسلامی اور دیگر کئی فرقوں کے سیاسی علماء جو کئی دنوں سے مسلمانوں کے سیاسی لیڈر بن کر آرام دہ زندگی گزارنے کے خواب دیکھ رہے تھے شامل ہوگئے تھے پیدائش کے بعد تخریب کاری کے جو مکرو فریب ان کی طرف سے تیار کئے گئے تھے اسمیں جماعت احمدیہ کی مخالفت پیش پیش تھی کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ کسی بھی سیاسی پالیسی میں کامیابی یا کسی بھی تخریبی کام کیلئے مسلمانوں میں شہرت حاصل کرنے کیلئے بہت سے عوامل میں سے ایک "قادیانی" جماعت کی مخالفت بھی ہے۔ جس کی وجہ سے نہ صرف وہ سیاسی زندگی کی گاڑی کو کھینچ سکتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک معصوم مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے بھی ایک بیش قیمت طریقہ تھا چنانچہ اس حقیقت بیانی کا تذکرہ احراری لیڈر مولوی مظہر علی اظہر نے اپنی کتاب "ایک خوفناک سازش" میں مولوی ظفر علی خاں کے حوالہ سے یوں کیا ہے۔

"احمدیوں کی مخالفت میں احرار نے خوب ہاتھ رنگے احمدیوں کی مخالفت کا احرار نے محض جلب کے لئے ڈھونگ رچا رکھا ہے قادیانیت کی آڑ میں غریب مسلمانوں کی گاڑھے پسینے کی کمائی ہڑپ رہے ہیں۔

(ایک خوفناک سازش صفحہ ۱۹۷-۱۹۵)

۱۹۳۵ء کی اس ذلت کے پیچھے مجلس احرار کی وہ غیر انسانی و غیر اخلاقی مخالفتیں تھیں جو اس نے خادم اسلام جماعت جماعت احمدیہ کیلئے جاری رکھی تھیں 1934 میں مجلس احرار نے پنجاب کے اکثر مقامات پر احمدیوں کے خلاف ایسے انسانیت سوز مظالم ڈھائے کہ جنہیں دیکھ کر یزیدی بھی شرمندہ ہوجائیں۔ مجلس احرار نے کہا کہ وہ ☆۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔

☆۔ منارۃ المسیح کی اینٹوں کو دریائے بیاس میں پھینک دیں گے۔

☆۔ عطاء اللہ شاہ بخاری امیر شریعت احرار نے کہا کہ قادیانیت کی مخالفت کیلئے بہت سے لوگ اٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ میرے ہاتھوں تباہ ہو۔

اس قسم کی تعلیوں کے نتیجہ میں خدا نے عذاب کے طور پر مسجد شہید گنج کے واقعہ کو احراریوں پر مسلط کردیا۔ جس کے نتیجہ میں ان کی سیاسی عمارت اور ان کی مذہبی دکان خود مسلمانوں کے ہاتھوں نیست و نابود کردی گئی۔ اس طرح 1953 میں ہندوستانی مسلمانوں کو شودروں اور ملیچھوں سے بدتر کہہ کر تمام مسلمانوں کی نظروں میں اس لئے ذلیل و خوار ہوئے کہ اسی سال انہوں نے پاکستان میں احمدی مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کردی تھی 1953 کا سال پاکستان کی خونیں تاریخ میں وہ پہلا سال تھا جبکہ احمدیوں کو شہید کیا گیا ان کی جائیدادیں لوٹی گئیں املاک کو نقصان پہنچایا گیا دکانیں اور مکان جلادئے گئے۔ ان کا غیر اسلامی و غیر انسانی سوشل بائیکاٹ کرایا گیا اس پر خدا کی طرف سے ان پر یہ عذاب نازل ہوا کہ پاکستان کی مذہبی سیاست کی دکان گزشتہ پچاس سال میں کبھی پنپ نہ سکی کبھی تو فوج ان پر حاکم رہی اور کبھی الیکشن میں انہیں توہین آمیز شکست ہوتی رہی۔

محترم قارئین! مجلس احرار اور اس سے ملحقہ کئی تخریب کار پارٹیاں جماعت کی مخالفت اور اس کو نقصان پہنچا کر خوش تھیں کہ انہوں نے جماعت کی ترقی پر روک لگادی ہے لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ نے ہمیشہ مخالفتوں کے سالوں میں ہی ترقی کی ہے۔

1934ء کی مخالفت کے نتیجہ میں جماعت کو تحریک جدید کی شکل میں خدا کی ایک نعمت نصیب ہوئی اور پھر 1953ء کی مخالفت کے بعد 1957ء میں جماعت کو وقف جدید جیسی روحانی نعمت خدا نے عطا فرمائی۔ ان ہر دو خدائی نعمتوں کی وجہ سے آج جماعت احمدیہ دنیا بھر کے ملکوں اور ان کے دیہاتوں میں اسلام کے جھنڈے گاڑتی چلی جارہی ہے۔ 1934ء میں جماعت شاید دنیا کے دس ممالک تک بھی نہیں پہنچی تھی لیکن 1934 کے بعد سے آج تک دنیا بھر کے 165 ملکوں میں جماعت احمدیہ اپنے روحانی پروگراموں کو چلا رہی ہے ہزاروں مبلغین کرام تبلیغ اسلام کے فریضہ کو سرانجام دے رہے ہیں۔ اور پھر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ تو جماعت آج تمام دنیا کے انسانوں کے گھروں گھر پہنچ چکی ہے اس طرح وقف جدید کے روحانی جہاد کے ذریعہ بالخصوص ہندوستان پاکستان بنگلہ دیش کے علاوہ افریقن ممالک سمیت دیگر ترقی پذیر ممالک کے دیہاتوں میں تبلیغ و تربیت کا جال پھیلا دیا گیا ہے۔

آج کہاں ہیں وہ احراری شریعت کے امیر عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب جنہوں نے یہ بڑہانکی تھی کہ مرزائیت کے مقابلہ کیلئے بہت سے لوگ اٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ یہ میرے ہاتھوں سے تباہ ہو۔ آج بفضلہ تعالیٰ احراریوں کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ نے عظیم الشان روحانی ترقی حاصل کی ہے لیکن احراری سوائے تخریب کاری کے کچھ نہ کرسکے۔ اگرچہ پنجاب میں تو اب احراریوں کا نام ونشان نہیں رہا لیکن ان کی نسل کے چند اشخاص جو آج بھی ان کے باقیات السیّئات کی شکل میں زندہ ہیں تخریب کاری کے عنصر کے ذریعہ آج بھی سیاسی فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں ہمیں اُمید ہے کہ جس طرح خدا نے پہلے بھی کئی بار ان لوگوں کو ذلیل کیا ہے آج بھی وہ انہیں ذلت کی موت مارے گا۔

اس گفتگو کے آخر پر ہم احراریوں کے ایک لیڈر مولوی ظفر علی خان کا ایک اقتباس پیش کرنا چاہتے ہیں مولوی ظفر علی خاں پہلے تو احراریوں کے بڑے سرگرم لیڈر تھے لیکن بعد میں یہ احراریوں سے الگ ہوگئے تھے ممکن ہے کھانے پینے کی وہ توقعات جنہیں لیکر یہ اس پارٹی میں شامل ہوئے تھے پوری نہ ہوئی ہوں خیر ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں ہے ہم تو اس موقع پر یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ 1934 کی احراری مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے احراریوں کو مخاطب کرکے مولوی ظفر علی خان صاحب نے یہ الفاظ کہے تھے۔

"احرار یو! کان کھول کر سنو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کرسکتے مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے تم میں ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا تم خود کچھ نہیں جانتے تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کرسکتے۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے تمہارے پاس کیا ہے گالیاں اور بدزبانی! تف ہے تمہاری غداری پر لاہور میں مسجد شہید ہوئی تم ٹس سے مس نہ ہوئے۔

(ایک خوفناک سازش صفحہ 197-195 مؤلفہ مولوی مظہر علی اظہر بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ ۵۵۷)

اپنی اس گفتگو کو سمیٹتے ہوئے ہم پھر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آج کے لدھیانوی احراریوں نے مولوی عبدالرحیم صاحب شہید اور آپ کے دیگر ساتھیوں پر انتہاپسندی اور ظلم کی انتہا کی ہے اور مسجد کی عزت و وقار کا بھی خیال نہیں رکھا تو دراصل یہ انہیں ان کے بزرگوں کا دیا ہوا سبق ہے جو ان کی فطرت میں اس طرح رچ بس گیا ہے جس طرح بچے کی رگوں میں جوانی تک ماں کا دودھ اثرانداز رہتا ہے اس موقع پر اگر ڈر ہے تو صرف یہ کہ ان کی یہ بہیمانہ فطرت مستقبل میں معصوموں کیلئے مزید تباہی کے پیغام نہ لائے کیونکہ ان کے جہاد اور جنت کے اس غیر اسلامی تصور کو تو بس باہر سے تھوڑی سی آنچ دینے کی ہی ضرورت ہے اور پھر اس کے بعد اس خوفناک تصور کے آگے نہ احمدی ہے نہ غیر احمدی نہ ہندو ہے نہ مسلمان نہ سنی ہے اور نہ شیعہ اپنے کئے کی وجہ سے ہمارا ہمسایہ ملک ان دنوں اس دردناک حقیقت کا شکار ہے اور اگر ہم نے بھی آج تساہل و غفلت برتتے ہوئے اس سے صرف نظر کیا تو مستقبل میں انتہاپسندی کا یہ اژدہا وطن عزیز کے اور معصوموں کو بھی اپنی خوفناک گرفت میں لینے کیلئے بے تاب ہے جس کے آثار اب یہاں بھی کبھی عیسائیوں کے قتل اور کبھی شیعہ سنی فساد کے رنگ میں ظاہر ہوچکے ہیں۔

(منیر احمد خادم)

فارم اصل آمد کی تکمیل

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے جملہ موصی/موصیات کرام کی خدمت میں فارم اصل آمد 2000-99ء بغرض تکمیل بھجوائے جارہے ہیں۔ ان فارموں میں ہر موصی/موصیات کی دوران سال کی ادائیگی بھی درج کردی گئی ہے۔ اگر رقم کے اندراج میں کوئی غلطی ہو تو کوپن نمبر کا حوالہ دیکر تحریر فرمائیں۔ دفتر اپنا حساب درست کرلیگا۔ بعض موصی/موصیات کا کئی سالوں کا بجٹ اصل آمد نہیں آیا اسکا ذکر بھی فارم پر کردیا گیا ہے۔ مطلوبہ سالوں کا بجٹ بھی جلد ارسال فرمادیں تاکہ دفتر اپنا حساب مکمل کرسکے۔ نیز حصہ آمد ادا کرنے میں تاخیر مناسب نہیں۔ بعض موصی/موصیات کی ادائیگی حصہ آمد میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بروقت چندہ حصہ آمد کی ادائیگی کرکے نیز مطلوبہ بجٹ اصل آمد بھجوا کر اپنی وصیت محفوظ کریں۔

ایسے موصی/موصیات جو حصہ آمد بروقت ادا نہیں کرتے اسی طرح مطلوبہ بجٹ اصل آمد بھجوا کر دفتر بہشتی مقبرہ سے رابطہ نہیں کرتے دفتر ایسی وصایا کو ختم کرنے کی کارروائی کرنے پر مجبور ہوگا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری فرمودہ بابرکت نظام وصیت میں شامل ہونے والے خوش قسمت موصی/موصیات کرام کو اپنے فرائض سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

خطبہ جمعہ

کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دعائیں نہ کی ہوں

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پر معارف دعاؤں کا دلنشیں تذکرہ

ان دعاؤں کی قبولیت کا راز کلمۂ توحید میں ہے

دعاؤں کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ پھر اللہ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۵/ مئی ۲۰۰۰ء بمطابق ۵/ ہجرت ۱۳۷۹ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين۔ الرحمٰن الرحيم۔ مٰلك يوم الدين۔ إياك نعبد و إياك نستعين۔

اهدنا الصراط المستقيم۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿هُوَ الْحَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾.

(سورة المومن آیت ۶۶)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اپنی دعاؤں کا جو تذکرہ چل رہا تھا آج کے خطبہ میں بھی وہی جاری رہے گا۔ حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر دعائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اور اپنی امت کے لئے قیامت تک کے لئے مانگی ہیں، ذہن میں کوئی پہلو بھی ایسا تشنہ نہیں رہتا جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دعا نہ کی ہو۔ میں تو حیرت سے دیکھتا ہوں جب ایک خطبہ میں دعاؤں کا سلسلہ پڑھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو گا لیکن اگلے خطبہ میں پھر حضور اکرمؐ ہی کی دعاؤں کا ذکر چلتا ہے۔ تو جہاں تک یہ چلتا ہے چلتا رہے۔ ان دعاؤں کا یاد رکھنا سب کے لئے مشکل ہے اس کا میں علاج پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر کچھ بھی یاد نہ ہو تو یہ دعا کیا کرو کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے، تیرے بندے نے جو بھی دعائیں مانگیں اپنے لئے یا سب کے لئے وہ ساری ہمارے حق میں پوری فرما دے۔ مگر کوشش بہر حال یہی ہونی چاہئے کہ کچھ نہ کچھ حصہ حضور اکرمؐ کی دعاؤں کا کچھ یہاں سے، کچھ وہاں سے یاد ضرور کر لیا جائے۔

پہلی روایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بخاری سے ہے وہ کہتے ہیں گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک نبی کا واقعہ فرماتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ یعنی یوں لگتا ہے کہ میری آنکھوں کے سامنے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ اس نبی کو اس قوم نے اس قدر مارا کہ اس کو خون آلودہ کر دیا۔ وہ اپنے چہرے سے خون کو پونچھے جا رہے تھے اور یہ دعا کرتے جا رہے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اے میرے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ جانتے نہیں۔ اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ جانتے نہیں۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء)

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ذکر ہے اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا کر دے کیونکہ یہ جانتے نہیں۔ اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی عظیم الشان سیرت ہے، انکساری ہے کہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ نہیں فرماتے کہ میں نے ایسا کیا تھا، یہ فرما رہے ہیں ایک نبی کا واقعہ ہے کہ ایک نبی نے ایسا کیا تھا، جو ادا ہے اتنی پیاری ہے کہ اس پر جان نچھاور کرنے کو دل چاہتا ہے۔

ایک دوسری روایت ترمذی کتاب تفسیر القرآن سے لی گئی ہے۔ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد کے روز حضورؐ نے یہ دعا کی تھی: اے اللہ! ابوسفیان پر لعنت کر، اے اللہ! حارث بن ہشام پر لعنت کر، اے اللہ! صفوان بن امیہ پر لعنت کر۔

اس دن جو بڑے بڑے دین کے دشمن تھے ان کے نام لے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں کی تھیں اور اکثر انہی دعاؤں کے نتیجہ میں مارے گئے۔ مگر کچھ بچ بھی گئے۔ یہ کیا وجہ تھی؟ راوی کہتے ہیں کہ جب آپ یہ دعا کر رہے تھے ان تینوں کے متعلق تو اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی ”تیرا کچھ بھی اختیار نہیں اللہ خواہ ان پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جائے یا انہیں عذاب دے“۔ چنانچہ اشارہ اس طرف تھا کہ تیری دعائیں تو میں قبول کرتا ہوں کسی کی ہدایت پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہے اس لئے میں فیصلہ کرتا ہوں اور بعینہٖ یہی واقعہ ہوا کہ یہ تینوں اس جنگ میں بچ بھی گئے اور پھر مسلمان بھی ہو گئے۔

ایک اور روایت حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ بخاری کتاب المناقب سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے جبکہ ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر اٹھا کر مٹی منتقل کر رہے تھے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا اے اللہ، آخرت کی زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں پس تو مہاجرین اور انصار کو بخش دے۔

پھر بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء سے یہ حدیث مروی ہے۔ ابن ابی خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن ابی عوفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب پر آنے والے احزاب کے بارہ میں بد دعا کی اور کہا: اے اللہ جو کتاب کو نازل کرنے والا ہے، حساب لینے میں تیز رفتار ہے احزاب کو شکست دے دے۔ ان کو شکست بھی دے اور ان پر زلزلہ برپا کر دے۔ (بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء علی المشرکین)

چنانچہ یہ دعا بھی وہی ہے جو بعینہٖ اسی طرح پوری ہوئی۔ حساب لینے میں تیز رفتار ہے کو اسی طرح خدا نے قبول فرمایا کہ بہت تیز رفتار آندھی ان پر چلا دی اور سارے کفار کے کیمپ میں ایک زلزلہ برپا ہو گیا۔ اتنی افراتفری پڑی کہ لوگ اپنی اونٹنیوں پر چڑھ کر ان کو کھولنا بھول گئے۔ کیلوں سے اسی طرح بھگانے کی کوشش کی حالانکہ وہ اونٹنیاں بندھی ہوئی تھیں اور اس پر ان کو قتل کرنا پڑا یا چھلانگیں مار مار کر پیدل دوڑنا پڑا۔ تو ایک زلزلہ برپا ہو گیا تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بعینہٖ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

سنن ترمذی میں عَبِیْدَۃ السَّلْمَانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے روز یہ دعا کی تھی: اے اللہ! ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جیسے انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے باز رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

(سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن)

اب یہ بھی دیکھئے حضورؐ کی سیرت کا کتنا عظیم الشان واقعہ ہے کہ جو خطرناک دعا ہے اور بہت ہی دردناک اور المناک دعا ہے کہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے یہ کس بنا پر، ان کے حملے کی بنا پر نہیں بلکہ اس کی وجہ سے نماز عصر وقت پر ادا نہیں ہو سکی تھی اور اس کو پھر سورج غروب ہونے کے بعد مغرب سے پہلے پڑھنا پڑا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا اتنا خیال تھا کہ جو وجہ نماز میں روک بنتی تھی اس وجہ کو دور کرنے کے لئے آپ نے یہ دعا کی یعنی ان کفار کو ہی خاکستر کر دے جنہوں نے ہماری نمازوں میں روک بن کر ہمیں اتنا دکھ دیا۔

ایک روایت مسند احمد بن حنبل سے حضرت ابن عباس کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو قافلے کسی مہم پر بھیجا کرتے تھے ان کو جو دعائیں دیا کرتے تھے یہ ان کے تسلسل میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ ایک فوجی مہم میں بھیجے جانے والے صحابہ کو الوداع کہنے کے لئے ان کے ساتھ بقیع الغرقد تک گئے۔ ان کو رخصت کیا۔ ان کے لئے یوں دعا کی: اللہ کے نام پر روانہ ہو۔ نیز فرمایا اے اللہ! تو ان کی مدد کر یعنی ان لوگوں کی جنہیں آپ نے کعب بن اشرف کی طرف شرارتوں کا قلع قمع کرنے کے لئے بھجوایا تھا۔ کعب بن اشرف نے جو ہر جگہ آگ لگا رکھی تھی یہ وہ لوگ تھے جن کو ان شرارتوں کے دفع کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ تو تفصیل ساتھ یہ بیان فرمائی کہ ان لوگوں کی مدد فرما۔ صرف اتنا ہے کہ اللہ کے نام پر میں تمہیں روانہ کرتا ہوں۔ اس میں سب کچھ آجاتا ہے۔ "اللہ کے نام پر روانہ کرتا ہوں" اللہ ان کے آگے پیچھے، اوپر نیچے ہر طرف سے محافظ ہوا اور ان کی غیر معمولی نصرت فرمائی۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دشمن کے حملہ آور ہونے پر یہ دعا کیا کرتے تھے۔ یہ مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ مجھے ربیح بن ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بتایا کہ ابوسعید خدری بیان کرتے تھے ہم نے جنگ خندق کے روز آنحضرت ﷺ کے حضور عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ ہمیں کوئی دعا بتائیں گے جو ہم کریں۔ اب تو حال یہ ہے کہ دل حلق میں آچکے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا ہاں دعا کرو اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا۔ اے اللہ! ہمارے عیب ڈھانک دے اور ہمارے اندیشوں کو امن میں تبدیل فرمادے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تیز آندھی کے ساتھ اپنے دشمنوں کے منہ پر تھپیڑے مارے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہوا کے ساتھ شکست دے دی۔

سفر کے موقع پر دعا۔ سفر شروع کرتے وقت۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کو جانے کا ارادہ فرماتے تو دعا کرتے! اے اللہ سفر میں تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور ہماری غیر موجودگی میں ہمارا خیال رکھنے والا یعنی ہمارا خلیفہ ہے۔

تو اللہ کا خلیفہ دعا کر رہا تھا کہ اللہ ہمارے بعد خلیفہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے پیچھے نگران ہو۔ تو خلیفہ کا معنی وہ نہیں ہے جیسے اللہ کا خلیفہ ہوا کرتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو پیچھے ہم چھوڑ کے جارہے ہیں جو ہماری ساری باتوں کا نگران ہوگا۔

"اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس امر سے کہ سفر میں ہم کوئی تنگی دیکھیں اور واپسی کے وقت کوئی غم دیکھیں"۔ پس یہ دعا بھی چھوٹی سی ہے جسے سب کو اپنانا چاہئے اور سفر شروع کرتے وقت یہ دعا ضرور پڑھنی چاہئے کہ "اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس امر سے کہ سفر میں ہم کوئی تنگی دیکھیں اور واپسی کے وقت کوئی غم دیکھیں۔ اے اللہ زمین کو ہمارے لئے تہہ فرمادے اور سفر کو آسان کردے"۔ زمین کو تہہ فرمادے سے مطلب ہے کہ منزلیں چھوٹی لگیں۔ جو لمبا سفر ہے وہ چھوٹا نظر آئے اور سفر کی ہر تنگی ہم پر آسان کردے، سب سہولت عطا فرمادے۔ اور جب حضور سفر سے

دار التبلیغ (مشن) میں قیام بارے ضروری ہدایات

دہلی، ممبئی، حیدرآباد، مدراس، بنگلور، کلکتہ، کالیکٹ، بھبنیشور، جموں اور سرینگر وغیرہ، دیار التبلیغ میں احمدی احباب اپنی ذاتی ضروریات کے لئے جاتے اور قیام کی سہولت کا تقاضا کرتے ہیں۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ:

☆۔ کسی بھی دار التبلیغ میں قیام کے لئے مقامی صدر / امیر کی تحریری تصدیقی چٹھی ساتھ لیجانا ضروری ہے بصورت دیگر وہاں کی انتظامیہ قیام کی اجازت دینے سے معذرت کردے گی۔

☆۔ چونکہ بالعموم دیار التبلیغ میں جگہ کی تنگی ہوتی ہے۔ اسلئے تین دن سے زیادہ قیام کی اجازت نہ ہوگی۔ استثنائی حالات میں مقامی انتظامیہ حسب گنجائش وحالات سات (۷) دن تک قیام کی اجازت دے سکتی ہے۔

☆۔ دوران قیام احباب کو احمدیہ مساجد و دار التبلیغ کے تقدس اور جماعتی روایات کی پوری طرح پابندی کرنا لازمی ہوگی۔

☆۔ پانی، بجلی، اور دیگر سہولیات سے مناسب رنگ میں استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ حسب توفیق لوکل فنڈ میں کچھ رقم جمع کرنا چاہئے تاکہ دیار التبلیغ کے Maintanance میں مقامی انتظامیہ کو پریشانی نہ ہو۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

واپس لوٹنے لگتے تو فرماتے: "ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرتے ہوئے اور عبادت کرتے ہوئے اور اپنے رب کی حمد بیان کرتے ہوئے" اور جب اپنے گھر والوں کے ہاں داخل ہوتے تو کہتے: "ہم توبہ کرتے ہوئے اپنے رب کی طرف لوٹتے ہیں وہ ہم میں کوئی گناہ باقی نہ رکھے"۔

مسلم کتاب الحج سے یہ روایت لی گئی ہے۔ جریج کہتے ہیں کہ مجھے ابوزبیر نے بتایا کہ ان کو علی الاسدی نے بتایا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ آنحضور ﷺ جب سفر پر تشریف لے جانے کے لئے سواری پر بیٹھتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے "پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کردیا حالانکہ ہم اسے قابو میں نہیں لاسکتے تھے۔

یہ بھی چھوٹی سی دعا ہے جو خوب اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے اور اس کو ہم نے سفروں سے پہلے کرنے کے نتیجہ میں بہت ہی مفید پایا ہے۔ حیرت انگیز خدا تعالیٰ کی طرف سے معجزے ظاہر ہوتے ہیں سفر کی کامیابی کے سلسلہ میں۔ مجھے یاد ہے ہمارے لطیف صاحب جو پائلٹ ہوا کرتے تھے وہ جب بھی جہاز پہ دشمن پر حملہ کرنے جایا کرتے تھے تو وہ یہ دعا ضرور پڑھا کرتے تھے سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اور انہوں نے مجھے بتایا کہ صرف ایک دفعہ یہ دعا پڑھنی بھول گیا تھا اور اسی میں دشمن کے قابو آگیا اور ایک لمبی قید کاٹنی پڑی۔ تو جب خدا دعا کی توفیق نہ دے تو پھر انسان کو کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ پس یہ بھی دعا کرنی چاہئے کہ وہ دعائیں جن کی ہمیں توفیق نہیں ملی اے اللہ ان پر بھی ہمارا نگران ہو، ہمارا نگہبان ہو۔

ابن جُریج کہتے ہیں کہ مجھے ابوزبیر نے بتایا کہ ان کو علی الازدی نے بتایا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ آنحضور ﷺ جب سفر پر تشریف لے جانے کے لئے سوار پر بیٹھتے تو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے تین بار اللہ اکبر کہتے پھر دعا پڑھتے: "پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کردیا حالانکہ ہم اسے قابو میں نہیں لاسکتے تھے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم اپنے سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ اور ایسے عمل کی توفیق مانگتے ہیں جس سے تو راضی ہو۔ اے اللہ! ہم پر ہمارا یہ سفر آسان کردے اور اس کی مسافت ہم پر مختصر کردے تو ہی سفر کا ساتھی اور اہل وعیال میں ہمارا جانشین ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقت اور برے منظر اور اہل وعیال اور مال میں بری حالت میں لوٹنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔ اور جب سفر سے واپس آتے تو بھی یہی پڑھتے۔ نیز ان الفاظ کا اضافہ فرماتے: "ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ (مسلم کتاب الحج)

سفر کی ایک اور دعا حضرت صخر الغامدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ یہ سنن الترمذی سے لی گئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ میری امت کے لئے ان کی صبحوں میں برکت رکھ دے"۔ راوی کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ جب کوئی سریہ روانہ فرماتے یا کوئی لشکر روانہ کرتے تو اسے دن کے پہلے حصہ میں روانہ فرمایا کرتے تھے۔ (سنن الترمذی کتاب البیوع)

یہ بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی بہادری کی ایک عظیم الشان مثال ہے کہ اکثر دشمن رات کو چھپ کر حملے کیا کرتے ہیں آپ صبح طلوع ہونے کے بعد حملہ کیا کرتے تھے اور جن کو بھیجتے تھے ان کو بھی یہی نصیحت کیا کرتے تھے کہ صبح کے وقت دشمن پہ حملہ کرو اور اس وقت دشمن تیار ہو جاتا تھا اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کو فتح عطا فرمایا کرتا تھا۔

ایک روایت میں جمعرات کو سفر کرنے کی سنت کا پتہ چلتا ہے اور جمعرات کی صبح سفر کرنے والوں کے لئے دعا ہے۔ اصل میں جمعہ سے پہلے پہنچ کر اطمینان سے انسان کو اپنی ساری ضروریات سے فارغ ہو جانا چاہئے اور جمعہ کی تیاری کرنی چاہئے۔ سفر میں جمعہ اچھی بات نہیں سوائے اس کے کہ مجبوری ہو۔ تو آنحضور ﷺ جمعہ کے سفر کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جمعرات ہی کے سفر کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعرات کے دن سفر کرنے والوں کے لئے اس طرح دعا فرمائی، "دعا کی"۔ جب یہ میں بار بار عرض کرچکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے انتہا عشق اور عزت کے باوجود حضور ہی کی دعا کے متعلق "دعا فرمائی" نہیں کہا کیونکہ آنحضور ﷺ خدا کے حضور عرض کیا کرتے تھے۔ خدا سے تو کوئی بھی کچھ فرما نہیں سکتا۔ تو یہاں ترجمہ کرنے والوں نے یہ لفظ "فرمائی" بے وجہ استعمال کیا ہوا ہے۔ جمعرات کے دن سفر کرنے والوں کے لئے اس طرح دعا کی: "اے اللہ! میری امت کے ان لوگوں کے سفر کو بابرکت فرما جو جمعرات کی صبح کو سفر پہ نکلیں"۔

الوداع کے موقع پر دعا۔ سنن ترمذی کتاب الدعوات میں یہ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں سفر پر جانا چاہتا ہوں مجھے زاد راہ عطا کیجئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں زاد راہ کے طور پر تقویٰ عطا فرمائے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ کچھ اور دعا بھی دیجئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تمہارے گناہ بخش دے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ کچھ اور دعا بھی دیجئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تجھے جہاں کہیں بھی تم ہو خیر میسر فرمائے۔

ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آپ بیان

کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے الوداع کرتے ہوئے فرمایا"میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کردہ امانتیں ضائع نہیں ہوتیں"۔(سنن ابن ماجہ ، کتاب الجہاد. باب تشییع الغزاۃ و وداعھم)، بہت ہی کامل دعا ہے، اس اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کردہ امانتیں کبھی ضائع نہیں ہوتیں۔

اب ایک روایت ہے جو بہت لمبی ہے اور دعا کے طور پر بہت جامع ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور تعجب ہے کہ آپ کو یہ سب یاد کیسے رہی مگر صحابہ کو آنحضرت ﷺ کی نصیحتیں ازبر کرنے کا بے حد شوق تھا اور جب تک پوری طرح تسلی نہ پاتے تھے کوئی فرضی بات رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا کرتے تھے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہم پر احسان ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس لمبی نصیحت کو یاد رکھا اور لفظاً لفظاً ہم تک پہنچایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات جب آنحضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: "اے اللہ! میں تیرے حضور سے رحمت چاہتا ہوں جس کے ذریعہ تو میرے دل کو ہدایت عطا فرمائے اور میرے بکھرے ہوئے معاملہ کو مجتمع کردے اور میری پراگندگی کو جمع کردے (یعنی دور کردے) اور میرے غائبانہ امور کی اصلاح فرمادے اور اس کے ذریعہ میری ذات کو رفع بخش دے۔ (یعنی ذات کو درجات کی بلندی عطا فرمائے) اور میرے عمل کو پاک فرمادے اور اور اس کے ذریعہ مجھے میری ہدایت الہام فرما۔ اور اس کے ذریعہ میری (اپنی ذات سے تعلق رکھنے والی) دوستیوں کو دور فرمادے"۔ جن کا تعلق اللہ کے حوالہ سے نہیں ہے بلکہ صرف اپنی ذات سے ہے یعنی حب فی اللہ ہونی چاہئے۔ اللہ کے حوالہ سے محبت ہونی چاہئے۔ "اور اس کے ذریعہ سے مجھے ہر برائی سے بچالے۔ اے اللہ مجھے ایسا ایمان اور یقین دے کہ جس کے بعد کوئی کفر نہ ہو اور ایسی رحمت عطا فرما کہ جس کے ذریعہ میں دین و دنیا میں تیری عزت حاصل کرنے کا شرف پاسکوں"۔ تیری عزت سے مراد جو تو نے عزت مجھے عطا کی وہ عزت مجھے پسند ہے، غیر اللہ کی عزت مجھے کوئی محبوب نہیں اس کی کوئی بھی قیمت میرے نزدیک نہیں۔ پس مجھے وہ عزت عطا کر جو تیری جناب سے نازل ہو۔ "اور شہداء کی سی مہمان نوازی اور سعادت مندوں جیسی زندگی اور دشمنوں کے خلاف نصرت مانگتا ہوں"۔

"شہداء کی سی مہمان نوازی" اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کی مہمان نوازی اور ان کے رزق دینے کا خود فیصلہ فرمایا ہے۔ سب کو خدا یہ رزق دیتا ہے مگر جن کے متعلق خصوصیت سے فرماتا ہے کہ میں ان کا مہمان نواز ہوں ان کا رزق اللہ ہی بہتر جانتا ہے کس شان اور مرتبہ کا ہوگا۔ تو آنحضورؐ اللہ تعالیٰ سے شہداء جیسی مہمان نوازی مانگتے تھے۔ "اور سعادت مندوں جیسی زندگی اور دشمنوں کے خلاف نصرت مانگتا ہوں"۔ اور حضور اکرم ﷺ سب شہیدوں کے بڑے شہید تھے۔ کوئی شہید کائنات میں ایسا پیدا نہیں ہوا جو آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر مرتبہ میں شہادت کے مقام کو پا چکا ہو مگر پھر بھی عجز کا یہ حال تھا کہ جانتے تھے سب کچھ دعاؤں کی برکت سے ہی ہے۔ پس دعا کیا کرتے تھے کہ مجھے شہیدوں جیسی مہمان نوازی اور سعادت مندی عطا فرما اور دشمنوں کے خلاف میں تجھ سے نصرت مانگتا ہوں۔

"اے اللہ میں اپنی حاجت تیرے سامنے بیان کرتا ہوں۔ اگرچہ میری رائے اور میرا عمل کمزور ہے"۔

حیرت انگیز ہے۔ سب آراء سے بڑھ کر قوی رائے آنحضور ﷺ کی ہوا کرتی تھی۔ سب اعمال سے بڑھ کر مضبوط عمل آنحضور ﷺ کا تھا۔ یہ انکساری کی حد ہے، "میری رائے اور میرا عمل کمزور ہے"۔ آپ کی رائے تو اتنی قوی تھی کہ جب مشورہ مانگا کرتے تھے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم محض اس لئے مشورہ مانگتے تھے کہ صحابہ کو تقویت ملے کہ ان سے بھی پوچھا گیا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب فیصلہ کرے تو تو نے فیصلہ کرنا ہے اور جب تو فیصلہ کرے گا تو اللہ پر توکل کر پھر اللہ ضرور تیرے فیصلہ میں برکت ڈالے گا لیکن یہ طاقت آپؐ نے حاصل کہاں سے کی۔ ان دعاؤں ہی کے ذریعہ سے۔

"اگرچہ میری رائے اور میرا عمل کمزور ہے میں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔ پس اے امور کا فیصلہ کرنے والے اور اے دلوں کو شفا دینے والے مجھے آگ کے عذاب سے بچا۔ (میرے اور آگ کے درمیان فاصلہ ڈال دے) جیسے تو نے سمندروں کے درمیان باہم فاصلہ ڈال دیا ہے نیز مجھے ہلاکت خیز پکار سے بچا اور قبروں کے فتنہ سے بچا۔ اے اللہ جس خیر کا تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی سے وعدہ کیا ہے یا وہ خیر جو تو اپنے بندوں میں سے کسی کو دینے والا ہے میری نظر اس تک پہنچنے سے قاصر رہی ہے اور میری خواہش اس تک نہیں پہنچ سکی اور میرا سوال بھی اس تک نہیں پہنچ سکا میں اس میں تیرے حضور اپنی رغبت کا اظہار کرتا ہوں اور اے رب العالمین! تیری رحمت کا واسطہ دے کر تجھ سے وہ مانگتا ہوں۔ اے حبل شدید اور امر رشید کے مالک رب! میں وعید کے دن تجھ سے امن اور ہمیشہ رہنے والے دن تجھ سے گواہی دینے والے مقربین اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں اور وعدہ وفا کرنے والوں کے ساتھ جنت مانگتا ہوں۔ یقیناً تو بہت رحیم اور محبت کرنے والا ہے اور تو جو چاہے کر سکتا ہے۔ اے

اللہ! ہمیں ہدایت دینے والے اور ہدایت پانے والے بنا۔ گمراہ ہونے والے یا گمراہ کرنے والے نہ بنا۔ اپنے دوستوں کے لئے باعث سلامتی اور اپنے دشمنوں کا دشمن بنا۔ تیری محبت کی وجہ سے ہم ان سے محبت کرنے والے ہوں جو تجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اور تیری خاطر عداوت کی وجہ سے تیرے دشمنوں سے دشمنی رکھنے والے ہوں"۔

یعنی اس لئے کہ جو دشمن تجھ سے عداوت کرتے ہیں ہم اپنی دشمنی کی وجہ سے نہیں بلکہ تیری دشمنی سے جو وہ کرتے ہیں ان سے دشمنی کرنے والے ہوں۔ "اے میرے خدا میری اس دعا کو قبول کر۔ اس دعا کو قبول کرنا تیرا ہی کام ہے۔ یہ ایک کوشش ہے اور توکل تجھ ہی پہ ہے۔ اے اللہ میرے دل میں نور پیدا فرما اور میری قبر میں بھی نور رکھ دے، میرے آگے بھی اور میرے پیچھے بھی اور میرے دائیں بھی اور میرے بائیں بھی نور رکھ دے، میرے اوپر بھی نور رکھ دے اور میرے نیچے بھی،، میرے کانوں میں بھی نور رکھ دے اور میری آنکھوں میں بھی، میرے بالوں میں نور عطا فرما اور میری جلد میں بھی نور عطا فرما۔ میرے گوشت میں بھی نور عطا فرما اور میرے خون میں بھی اور میری ہڈیوں میں بھی نور عطا فرما۔ اے اللہ! میرے نور کو عظیم تر کردے اور مجھے نور ہی نور عطا فرما.........۔ پاک ہے وہ جس نے بزرگی کا لباس پہن رکھا ہے اور اس (بزرگی) کی وجہ سے بہت معزز ہو گیا ہے۔ پاک ہے وہ جس کے بغیر کسی کو تسبیح زیبا نہیں۔ پاک ہے وہ جو فضل اور نعمتوں کا مالک ہے۔ پاک ہے وہ جو مجد اور بزرگی کا مالک ہے۔ پاک ہے وہ جو صاحب جلال واکرام ہے"۔(سنن ترمذی کتاب الدعوات)

اب یہ دعا ایسی عظیم الشان دعا ہے کہ اس میں حضور اکرم ﷺ نے کوئی پہلو بھی انسان کی ضرورتوں کا چھوڑا نہیں مگر اس کو شمار کر لیا۔ اور وہ سارے پہلو جو چھوڑے جا سکتے ہیں انسان سے، خیال بھی نہیں جا سکتا ان تک وہ بھی آنحضور ﷺ نے اس میں شامل کر لئے ہیں۔ کیونکہ اللہ بہتر جانتا ہے کسی کی ضرورتیں کیا ہیں، خیال کیا ہے، اس لئے جو دعا میں باتیں محیط نہ ہو سکیں اللہ تعالیٰ ہی سب چیزوں کا احاطہ کرنے والا ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قیامت تک کے لئے وہ ساری دعائیں ہمارے لئے مانگیں جو ہمارا اوڑھنا بچھونا ہونی چاہئیں۔

پھر آنحضرت ﷺ بھوک سے خدا کی پناہ چاہتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: "اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بدترین لازمہ ہے"۔ آج دنیا میں بہت سے ممالک ہیں جو بھوک کا شکار ہیں اور احمدی اپنی توفیق کے مطابق جس حد تک کچھ ہو سکتا ہے کرتے ہیں اور کر رہے ہیں مگر حقیقت یہی ہے کہ ہمارا چارہ کچھ بھی نہیں سوائے دعا کے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دنیا سے بھوک کی لعنت کو دور کردے اور ان لعنتوں کو دور کردے جن کی وجہ سے بھوک کی لعنت غریبوں کو پڑی ہوئی ہے۔ ان کو کوئی حس نہیں صرف حکومت کرنا ان کا کام ہے ان کو اس سے کیا پرواہ کہ کس طرح بھوکے تڑپتے اور مرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے حضور آنحضورؐ کی یہ دعا مانگا کریں: "اے اللہ مَیں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بدترین لازمہ ہے اور مَیں خیانت کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بدترین رازدار ہے۔(سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

اب بھوک کے ساتھ خیانت کا کیا تعلق ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر دنیا کے حکمران خیانت نہ کریں تو دنیا کو کبھی بھوک کی سزا نہ ملے۔ لازماً خیانت کے نتیجہ میں دنیا میں غربت اور بھوک پھیلی ہوئی ہے۔ سارے اپنے فرائض میں خیانت کرتے ہیں اور ہزار قسم کی خیانتیں کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں ساری دنیا پر بھوک کی آفت پڑی ہوئی ہے۔ تو یہ راز ہے کہ حضور نے بھوک سے پناہ مانگتے ہوئے ساتھ خیانت کے شر سے پناہ مانگی ہے کیونکہ یہ بدترین رازدار ہے۔ اب خیانت "بدترین رازدار" کس طرح ہو گئی۔ خیانت انسان چھپاتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ ظاہر نہ ہو اور اندر خیانت جانتی ہے نفس کو اور خائن کو۔ تو یہ ایسا رازدار ہے جو نہایت ہی بدترین رازدار ہے۔ پس دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں خیانت جیسے بدترین رازدار سے بچائے۔

ایک روایت مسلم کتاب الذکر سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لی گئی ہے اور حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں میں سے ابن عمرؓ کے نزدیک یہ دعا بھی تھی کہ: "اے اللہ! میں تیری نعمت کے زائل ہونے سے، تیری طرف سے ملنے والی عافیت کے چھوڑ جانے سے، تیری ناراضگی کے اچانک وارد ہونے سے اور تیری جملہ ناپسندیدگیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں"۔

کئی لوگ ہیں جن پر خدا کی طرف سے بڑی نعمتیں نازل ہوتی ہیں مگر وہ اپنی جہالت کی وجہ سے ان کو زائل کر دیتے ہیں، زائل ہونے دیتے ہیں۔ غلط سودے کرتے ہیں، غلط تجارتوں میں پڑتے

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

ہیں بلکہ ان کو تجارتوں کا سلیقہ ہی کوئی نہیں ہوتا۔ تو وہ نعمت جو خدا کی طرف سے ملتی ہے اسے بالکل زائل کر دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ لاکھوں کروڑوں کی جائیداد عطا فرماتا ہے تو وہ آخر پر بھک منگے بن جاتے ہیں، کچھ بھی ان کے پاس باقی نہیں رہتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے تو نعمت دی مگر نعمت وصول کرنے والوں نے قدر نہ کی۔ پس ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا بطور خاص سکھائی تھی کہ "میں تیری نعمت کے زائل ہونے سے، تیری طرف سے ملنے والی عافیت کے چھوڑ جانے سے، تیری ناراضگی کے اچانک وارد ہونے سے اور تیری جملہ ناپسندیدگیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں"۔

بعض دفعہ انسان کو پتہ نہیں چلتا کہ ناراضگی جمع ہو رہی ہے اور بعض دفعہ وہ اچانک پھٹ پڑتی ہے۔ اپنے شر میں پڑے رہتے ہیں اور بیہودگیوں میں مبتلا رہتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ ایک دن یہ سب چیزیں اکٹھی ایک آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ جائیں گی جو اللہ کے حکم سے ہوگا۔ پس اچانک پھٹنے والے عذاب سے بچنے کے لئے بھی آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے۔

ایک روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے مروی ہے۔ نبی ﷺ ان الفاظ میں دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! میں آگ کے فتنے اور آگ کے عذاب اور امارت اور غربت کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔ کیونکہ امارت کا بھی ایک شر ہے اور غربت کا بھی ایک شر ہے اللہ تعالیٰ دونوں شروں سے جماعت کو ہمیشہ محفوظ رکھے۔

ایک سنن ابی داؤد میں عن شَکَل بن حُمَید روایت ہے۔ شَکَل بن حُمَید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! مجھے کچھ دعا سکھا دیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: "یہ دعا کیا کرو۔ "اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے کانوں کے شر سے، اپنی آنکھوں کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے، اپنے دل کے شر سے اور اپنی شرمگاہ کے شر سے"۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ)

ایک روایت زِیاد بن عِلاقہ کی سنن ترمذی میں مروی ہے۔ زیاد بن علاقہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ میں ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (سنن ترمذی کتاب الدعوات)

ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت درج ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے پناہ طلب کرو فقر سے، قلت سے، ذلت سے اور اس سے کہ تو ظلم کرے یا تجھ پر ظلم کیا جاوے"۔ (سنن ابن ماجه كتاب الدعا ۔ باب ما تعوذ منه رسول الله ﷺ)

ایک روایت ابن ماجہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے ایک رات آنحضور ﷺ کو اپنے بستر پر موجود نہ پایا۔ میں نے آپ کو ٹٹولنا شروع کیا تو میرا ہاتھ آپؐ کے پاؤں کے تلووں سے جا ٹکرایا۔ اب یہ بات سوچ لینی چاہئے کہ یہ زمین کا بستر تھا چارپائی نہیں بچھی ہوئی تھی۔ زمین کے بستر پہ آپؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں تو جو ٹٹولا تو ہاتھ آپ کے تلووں سے لگا۔ آپ سجدہ میں تھے، آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ دعا کر رہے تھے: "اے اللہ میں تیری ناراضگی کی بجائے تیری رضا کا طالب ہوں، تیری گرفت کی بجائے تیرے درگزر کا طالب ہوں اور میں تجھ سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔ میں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی ثنا خود بیان کی ہے"۔ (سنن ابن ماحه كتاب الدعا ۔ باب ما تعوذ منه رسول الله ﷺ)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ترمذی کتاب الدعوات میں درج ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں نے رات کو آپ کی دعا سنی تھی اور اس میں سے جس قدر مجھ تک پہنچ سکی وہ یہ تھی کہ آپ کہہ رہے تھے: "اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرا گھر میرے لئے وسیع فرمادے اور جو کچھ تو نے مجھے رزق عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما"۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو کیا ان کلمات نے کوئی بات پیچھے چھوڑ دی ہے جو تو مجھ سے کچھ اور سننا چاہتا ہے۔

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL
AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

روایتی
زیورات
جدید فیشن
کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

اب یہ بھی دیکھیں چھوٹی مگر بہت ہی جامع مانع دعا ہے۔ "میرے گناہ مجھے بخش دے، میرا گھر میرے لئے وسیع فرمادے اور جو کچھ تو نے مجھے رزق عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما"۔ گھر وسیع فرمادے سے مراد صرف اپنا ذاتی گھر نہیں ہے بلکہ وَسِّعْ مَكَانَكَ کا الہام جس طرح ظاہر کرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وہ گھر وسیع کیا گیا۔ غور کریں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بڑے کنبہ کی پرورش کرنے والا پایا۔ عائل تھے اور اس کنبے کی نگہداشت آپ کے سپرد تھی اور ساری دنیا کے بنی نوع انسان۔ تو آپ کا مکان وسیع کر دیا اور اتنی وسعت عطا فرمائی کہ تمام دنیا پر محیط ہو گیا۔ یہ تو دعا سننے والے کو پوری سمجھ نہ آسکی کہ یہ کتنی عظیم الشان دعا ہے۔ اس نے جب پوچھا کہ یا رسول اللہ کچھ اور، تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کچھ رہ گیا ہے باقی۔ ساری کائنات، سارا عالم تو اس کے احاطہ میں آچکا ہے کیا باقی رہ جاتا ہے۔ اور جو رزق عطا فرمایا ہے اس میں برکت دے۔

کوئی پہلو دعا کا باقی نہیں چھوڑا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے۔ شیطان اور موذی جانوروں سے پناہ کی دعا بھی سکھائی۔

بخاری كتاب احاديث الانبياء باب يزفون النسلان فى المشى میں یہ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حسن اور حسین کو تعوذ سکھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے جدّ امجد ابرہیم، اسمٰعیل اور اسحٰق کے لئے یہ تعوذ پڑھا کرتے تھے۔ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ یعنی میں اللہ کے ہر لحاظ سے مکمل کلمات کے ذریعہ ہر شیطان، ہر موذی کیڑے مکوڑے اور ہر ملامت کرنے والی آنکھ سے پناہ چاہتا ہوں۔

پھر مسند احمد بن حنبل میں آنحضور ﷺ کی یہ روایت ہے مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ کس کی روایت ہے صرف اتنا لکھا ہوا ہے قَالَ النَّبِی ﷺ مگر بہرحال یہ مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مصیبت زدہ کی دعا یہ ہے کہ: "اے اللہ! تیری رحمت کا امیدوار ہوں مجھے ایک لمحہ کے لئے پلک جھپکنے کی مدت کے لئے بھی اپنے نفس کے سپرد نہ کر"۔ تو گویا مصیبتیں ساری اپنے نفس سے ہی عائد ہوتی ہیں۔ بعض مصیبتیں اچانک حادثات سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں مگر اصل جو مصیبت ہے وہ ہے جو اپنے نفس کے شر سے ہو اس کا پھر کوئی علاج نہیں ہوا کرتا۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ دعا کرو کہ پلک جھپکنے کی مدت کے لئے بھی اپنے نفس کے سپرد مجھے نہ کر۔ "اور میرے ہر معاملہ کی اصلاح فرمادے"۔ اس میں جو بیرونی مصیبتیں ہیں اس کا بھی حل آگیا ہر معاملہ کی اصلاح فرمادے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔ (مسند أحمد بن حنبل . مسند البصريين)

ان دعاؤں کی قبولیت کا راز کلمہ توحید ہی میں ہے۔ اگر یہ توکّل رہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو پھر سب دعائیں مقبول ہو سکتی ہیں۔ اگر توکّل دوسروں پر ہو اور دعائیں خدا سے مانگی جائیں تو یہ محض اپنے نفس سے دھوکہ کرنا ہے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو تین اقتباس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں ہی کے متعلق مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر بعد میں چلے گا اس وقت رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کے متعلق دو تین اقتباسات آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

"جو شخص دنیوی حکام کے بالمقابل شوخی کرتا ہے وہ بھی ذلیل کیا جاتا ہے پھر اس کا کیا حال ہوگا جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے حکم کے ساتھ شوخی اور گستاخی سے پیش آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِی اِلَی نَفْسِی طُرْفَةَ عَيْنٍ۔ یا اللہ! مجھے ایک آنکھ جھپکنے تک بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر"۔ (ملفوظات جلد چہارم ۔ جدید ایڈیشن صفحہ ۵۱۹)

پھر ملفوظات میں یہ روایت ہے کہ "مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔ مَیں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیتِ دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھنچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آج کل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میں قبولیت دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۹۰)

پھر آخری اقتباس الحکم ۲۴ر ستمبر ۱۹۰۴ء سے لیا گیا ہے "قرآن شریف کے تیس سیپارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کونسی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عمل درآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا" انشاء اللہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور پاکیزہ تعلیم
(قسط دوم)

از۔ سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

جو مذہبی تعلیم آپ دیتے تھے اس کا خلاصہ یہ تھا۔

۱۔ آپ اس تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ ایک ہے باقی جو کچھ بھی خواہ فرشتے ہوں خواہ انسان سب اسی کی مخلوق ہے۔ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کی ہتک ہے کہ وہ انسانوں کے جسم میں آجاتا ہے یا اس سے کوئی اولاد ہوتی ہے یا وہ بتوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ ان سب باتوں سے پاک ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے جس قدر مصلح گزرے ہیں سب اس کے بندے تھے۔ کسی کو الوہیت کی طاقتیں حاصل نہ تھیں۔ سب کو اسی کی عبادت کرنی چاہئے اور صرف اسی سے دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اسی پر اپنے تمام کاموں کا بھروسہ رکھنا چاہئے۔

۲۔ یہ کہ خدا تعالیٰ نے انسانوں کو ایک اعلیٰ درجہ کی روحانی اور اخلاقی اور تمدنی ترقیات کیلئے پیدا کیا ہے۔ وہ ہمیشہ دنیا میں اس غرض کو جاری رکھنے کیلئے نبی بھیجتا رہا ہے۔ اور ہر قوم میں بھیجتا رہا ہے۔ آپ اس امر کے سخت مخالف تھے کہ نبوت کو کسی ایک قوم میں محدود رکھا جاوے۔ کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ پر جانبداری کا الزام آتا ہے جس سے وہ پاک ہے۔ اور دنیا کی ہر قوم کے نبیوں کی تصدیق کرتے تھے۔

۳۔ آپ اس امر پر زور دیتے تھے کہ خدا تعالیٰ ہر زمانہ کی ضروریات کے مطابق اپنا کلام نازل کرتا رہا ہے اور آپ کا دعویٰ تھا کہ آخری زمانہ کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے۔ اور اس بناء پر آپ قرآن کریم کو سب پہلی کتابوں سے مکمل سمجھتے تھے اور اس کی تعلیم کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے۔

۴۔ آپ کا یہ دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی ہستی کا یقین دلانے کے لئے ہمیشہ اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اور ان کیلئے نشان دکھاتا رہتا ہے۔ اور آپ دعویٰ کرتے تھے کہ جو لوگ بھی آپ کی تعلیم پر عمل کریں گے وہ اپنے تجربہ سے ان باتوں کی صداقت معلوم کرلیں گے اور میں اپنے ذاتی تجربات کی بناء پر آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ یہ بات بالکل درست ہے اور میں نے خود بھی اسلام کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی باتیں سنی ہیں جس طرح موسیٰ اور مسیح کے زمانہ کے لوگ سنتے تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے کئی دفعہ مجھے ایسے نشان دکھائے ہیں جو انسانی طاقت سے بالا تھے۔

۵۔ آپ کہتے تھے کہ سچے مذہب کی علامت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی زندگی کے سامان کرتا ہے اور فرماتے تھے کہ اسلام کو انسانی خیالات کی تعدی سے محفوظ رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے نبی بھیجتا رہے گا جو اس کی حفاظت کریں گے چنانچہ ابھی ایک نبی احمد ہندوستان میں اسی غرض سے ظاہر ہوا ہے۔ اور میں اس کا خلیفہ ہوں۔ اور میرے ساتھی اس کی جماعت میں سے ہیں۔

۶۔ آپ فرماتے تھے کہ باوجود مذہبی اختلافات کے لوگوں کو آپس میں محبت سے رہنا چاہئے اور مذہبی اختلافات کی وجہ سے جھگڑنا نہیں چاہئے کیونکہ اگر اس کے پاس سچائی ہے تو اسے لڑنے کی کیا ضرورت ہے وہ سچائی کو پیش کرے۔ خود ہی لوگ متاثر ہوں گے چنانچہ آپ اپنی مسجد میں عیسائیوں کو بھی عبادت کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ اور یہ ایسی وسیع حوصلگی ہے کہ اس وقت کے لوگ تو الگ رہے۔ آج کل کے لوگ بھی اس کی مثال نہیں پیش کر سکتے۔

۷۔ آپ اس امر پر بہت زور دیتے تھے کہ انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں ایک روحانی اور جسمانی اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہیں کہ الگ نہیں ہو سکتے۔ جسمانی حصہ روحانی حصہ پر زور ڈالتا ہے اور روحانی جسمانی پر پس آپ کی تعلیم میں اس امر پر خاص زور تھا کہ بغیر دلی پاکیزگی کے ظاہری عبادتیں فائدہ نہیں دے سکتیں اور یہ بھی کہ ظاہری عبادتوں کے بغیر خیالات کی بھی تربیت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کامل تربیت کیلئے انسان کو دونوں باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

۸۔ آپ انسان کی اخلاقی طاقتوں کے متعلق یہ تعلیم دیتے تھے کہ سب انسان پاک فطرت لیکر پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو خرابی پیدا ہوتی ہے وہ پیدائش کے بعد غلط تعلیم یا تربیت سے پیدا ہوتی ہے پس آپ بچوں کی نیک تربیت اور اعلیٰ تعلیم پر خاص طور پر زور دیتے تھے۔

۹۔ آپ اس امر پر بھی زور دیتے تھے کہ اخلاق کی اصل غرض انسان کی اپنی اور دوسرے لوگوں کی اصلاح ہے پس اخلاق فاضلہ وہی ہیں جس سے انسان کا نفس اور دوسرے لوگ پاکیزگی حاصل کریں۔ پس آپ کبھی ایک تعلیم پر زور نہیں دیتے تھے بلکہ ہمیشہ ہر چیز کے سب پہلوؤں کو بیان کرتے تھے مثلاً یہ نہیں کہتے تھے کہ نرمی کرو۔ عفو کرو۔ بلکہ یہ فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص تم کو تکلیف دے تو یہ سوچو کہ اس شخص کی اصلاح کس بات میں ہے۔ اگر وہ شخص شریف الطبع ہے اور معاف کرنے سے آئندہ ظلم کی عادت کو چھوڑ دے گا اور اس نمونہ سے فائدہ حاصل کرے گا تو اسے معاف کر دو۔ اور اگر یہ دیکھو کہ وہ شخص بہت گندہ ہو چکا ہے اور اگر تم اسے معاف کرو گے تو وہ یہ سمجھ لے گا کہ اس شخص نے مجھ سے ڈر کر مجھے سزا نہیں دی یا نہیں دلوائی۔ اور اس وجہ سے وہ بدی پر دلیر ہو جائے گا۔ اور اور لوگوں کو بھی دکھ دے گا۔ تو اسے اسکے جرم کے مطابق سزا دو۔ کیونکہ ایسے شخص کو معاف کرنا دوسرے ناکردہ گناہ لوگوں پر ظلم ہے جو ایسے شخص کے ہاتھ سے تکلیف اٹھا رہے ہیں یا آئندہ اٹھا سکتے ہیں۔

۱۰۔ آپ کی یہ بھی تعلیم تھی کہ کبھی کسی دوسری حکومت پر حملہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ جنگ صرف بطور دفاع کے جائز ہے۔ اور اس وقت بھی اگر دوسرا فریق اپنی غلطی پر پشیمان ہو کر صلح کرنا چاہے تو صلح کرلینی چاہئے۔

۱۱۔ آپ کی یہ بھی تعلیم تھی کہ انسان کی روح مرنے کے بعد ترقی کرتی چلی جاوے گی اور کبھی فنا نہ ہو گی۔ حتّٰے کہ گنہگار لوگ بھی ایک مدت اپنے اعمال کی سزا بھگت کر خدا کے رحم سے بخشے جائیں گے۔ اور دائمی ترقی کی سڑک پر چلنے لگیں گے۔

کفار کی مدینہ پر چڑھائی

اہل مکہ نے جب دیکھا کہ مدینہ میں آپ کو اپنی تعلیم کے عام طور پر پھیلانے کا موقعہ مل گیا ہے اور لوگ کثرت سے اسلام میں داخل ہونے لگے ہیں۔ تو انہوں نے متواتر مدینہ پر چڑھائیاں کرنی شروع کیں۔ مگر ان لشکر کشیوں کا نتیجہ بھی ان کے حق میں برا نکلا اور رسول کریم ﷺ کی اس سے بھی برتری ثابت ہوئی۔ کیونکہ گو بڑی بڑی تیاریوں کے بعد مکہ والوں نے مدینہ پر حملہ کیا۔ اور مسلمان ہر دفعہ تعداد میں ان سے کم تھے۔ عموماً ایک مسلمان تین اہل مکہ کے مقابلہ پر ہوتا تھا۔ مگر پھر بھی غیر معمولی طور پر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور اہل مکہ کو شکست ہوئی۔ بعض دفعہ بیشک مسلمانوں کو عارضی تکلیف بھی پہنچی مگر حقیقی معنوں میں کبھی شکست نہیں ہوئی۔ اور ان لشکر کشیوں کے دو نتیجے نکلے۔ ایک تو یہ کہ بجائے اس کے کہ رسول کریم ﷺ تباہ ہوتے آپ سارے عرب کے بادشاہ ہو گئے۔ اور دوسرے یہ کہ ان لڑائیوں میں آپ کو کئی ایسے اخلاق دکھانے کا موقعہ ملا۔ جو بغیر جنگوں کے مخفی رہتے اور اس سے آپ کی اخلاقی برتری ثابت ہو گئی۔ اسی طرح یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ آپ نے کیسی وفاداری اور قربانی کی روح ایک مردہ قوم میں پھونک دی تھی۔

جنگِ اُحد کا دردناک واقعہ

چنانچہ مثال کے طور پر میں اُحد کی جنگ کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ مدینہ آنے کے تین سال بعد کفار نے تین ہزار کا لشکر تیار کر کے مدینہ پر حملہ کیا۔ مدینہ مکہ سے دو سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ دشمن اپنی طاقت پر ایسا نازاں تھا کہ مدینہ تک حملہ کرتا ہوا چلا آیا۔ اور مدینہ سے ۸ میل پر اُحد کے مقام پر رسول کریم ﷺ اس کو روکنے کیلئے گئے آپ کے ساتھ ایک ہزار سپاہی تھے۔ آپ نے جو احکام دئے اس کے سمجھنے میں ایک دستہ فوج سے غلطی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ باوجود اس کے کہ مسلمانوں کو پہلے فتح ہو چکی تھی دشمن پھر لوٹ پڑا۔ اور ایک وقت ایسا آیا کہ دشمن نے زور کر کے مسلمانوں کو اس قدر پیچھے دھکیل دیا کہ صرف رسول کریم ﷺ دشمنوں کے نرغہ میں رہ گئے آپ نے جرأت اور دلیری کا یہ نمونہ دکھایا کہ باوجود اس کے کہ اپنی فوج ہٹ گئی تھی مگر آپ پیچھے نہ ہٹے اور دشمن کے مقابلہ پر کھڑے رہے جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے اور وہیں کھڑے ہیں۔ تو انہوں نے یکدم حملہ کر کے آپ تک پہنچنا چاہا لیکن صرف چودہ آدمی آپ تک پہنچ سکے اس وقت ایک شخص نے ایک پتھر مارا اور آپ کا سر زخمی ہو گیا اور بیہوش ہو کر زمین پر گر گئے۔ اور آپ کو بچاتے ہوئے کئی اور مسلمان قتل ہو کر آپ پر جاگرے اور لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ آپ شہید ہو گئے ہیں وہ لوگ ایک عاشق کی طرح تھے۔ کئی لوگ میدان جنگ ہی میں ہتھیار ڈال کر بیٹھ گئے اور رونے لگے ایک مسلمان جس کو اس امر کا علم نہ تھا وہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرا اور اس سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ رسول کریم ﷺ تو شہید ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا واہ اس سے بڑھ کر لڑنے کا موقعہ کب ہو گا؟ جہاں وہ ہمارا محبوب گیا ہے وہیں ہم جائیں گے یہ کہہ کر تلوار ہاتھ میں لیکر دشمنوں کی صفوں پر ٹوٹ گیا اور آخر مارا گیا۔ جب اس کی لاش کو دیکھا گیا تو ستر زخم اس پر لگے تھے۔

ایک وفادار صحابی کا واقعہ

جو لوگ آپ کے پاس تھے انہوں نے جب آپ کے جسم کو لاشوں کے نیچے سے نکالا تو معلوم ہوا کہ آپ زندہ ہیں۔ اُسی وقت پھر لشکر اسلام جمع ہونا شروع ہو گیا اور دشمن بھاگ گیا اسوقت ایک مسلمان سپاہی اپنے ایک رشتہ دار کو نہ پا کر میدان جنگ میں تلاش کرنے لگا۔ آخر اسے میدان جنگ میں اسحالت میں پایا کہ اس کی دونوں لاتیں کٹی تھیں اور سب جسم زخمی تھا اور اس کی آخری حالت معلوم ہوتی تھی۔ اس کو دیکھتے ہی اس زخمی نے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ آپ خیریت سے ہیں یہ بات سنکر اس کا چہرہ خوشی سے ٹمٹما اٹھا اور اس نے کہا کہ اب میں خوشی سے جان دوں گا پھر اس عزیز کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میری ایک امانت ہے وہ میرے عزیزوں کو پہنچا دینا اور وہ یہ ہے کہ ان سے کہنا کہ محمد رسول اللہ ﷺ خدا تعالیٰ کی امانت ہے اس کی حفاظت تمہارے ذمہ ہے دیکھنا اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرنا اور یہ کہہ کر مسکراتے ہوئے جان دے دی۔

یہ تو مردوں کی وفاداری کا حال ہے عورتیں بھی اس سے کم نہ تھیں۔ مدینہ میں بھی یہ خبر پہنچ گئی تھی کہ آپؐ شہید ہوگئے ہیں اور سب عورتیں اور بچے شہر سے نکل کر میدان جنگ کی طرف گھبرا کر چل پڑے تھے۔ اتنے میں ان کو اسلامی لشکر ملا جو خوشی سے آپؐ سمیت واپس لوٹ رہا تھا۔ ایک عورت نے ایک سپاہی سے آگے بڑھ کر پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ اسے چونکہ معلوم تھا کہ آپؐ خیریت سے ہیں۔ اس نے اس کی پروانہ کی اور اسے کہا کہ تیرا باپ مارا گیا ہے۔ اس عورت نے کہا کہ میں تجھ سے اپنے باپ کے متعلق نہیں پوچھتی میں محمد ﷺ کی بابت پوچھتی ہوں۔ اس نے پھر بھی پروانہ کی اور کہا کہ تیرے دونوں بھائی بھی مارے گئے ہیں۔ اس نے پھر چڑ کر کہا کہ میں تجھ سے بھائیوں کے متعلق نہیں پوچھتی۔ اس نے کہا کہ وہ تو خیریت سے ہیں اس پر اس عورت نے کہا کہ الحمد للہ اگر آپؐ زندہ ہیں تو سب دنیا زندہ ہے۔ مجھے پروا نہیں کہ میرا باپ مارا گیا ہے یا میرے بھائی مارے گئے ہیں۔ یہ اخلاص اور یہ محبت اس کامل نمونہ کے بغیر جو آپؐ نے دکھایا اور اس گہری محبت کے بغیر جو آپؐ کو بنی نوع انسان سے تھی کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔

حضور ﷺ کی استقامت اور صحابہؓ کی بطور نمونہ ایک مثال

اسی طرح ایک دفعہ اسلامی لشکر ایک پہاڑی راہ میں سے گذر رہا تھا جس کے دونوں طرف دشمن کے تیر انداز چھپے ہوئے تھے مسلمانوں کو اس جگہ کا علم نہ تھا۔ ایک تنگ سڑک درمیان سے گزرتی تھی جب اسلامی لشکر عین درمیان میں آگیا تو دشمن نے تیر مارنے شروع کئے۔ اس اچانک حملہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ گھوڑے اور اونٹ اڑ کر دوڑ پڑے اور سوار بے قابو ہوگئے۔ رسول کریم ﷺ چار ہزار دشمن تیر اندازوں کے اندر صرف ۱۶ آدمیوں سمیت رہ گئے۔ باقی سب لشکر پراگندہ ہوگیا۔ آپؐ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور دشمن کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ جو ساتھی باقی رہ گئے تھے وہ گھبرا گئے اور اتر کر آپؐ کے گھوڑے کی باگیں پکڑ لیں۔ اور کہا جناب! اس وقت دشمن فاتحانہ بڑھا چلا آرہا ہے اسلامی لشکر بھاگ چکا ہے آپؐ کی جان پر اسلام کا مدار ہے پیچھے ہٹیے تاکہ اسلامی لشکر کو جمع ہونے کا موقعہ ملے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے گھوڑے کی باگ چھوڑ دو۔ اور پھر بلند آواز سے کہا میں خدا کا نبی ہوں اور جھوٹا نہیں ہوں۔ کون ہے جو مجھے نقصان پہنچا سکے؟ یہ کہہ کر دشمن کے لشکر کی طرف ان ۱۶ آدمیوں سمیت بڑھنا شروع کیا جو پیچھے رہ گئے تھے مگر دشمن آپ کو نقصان نہ پہنچا سکا پھر آپؐ نے ایک شخص کو جو بلند آواز والا تھا کہا کہ بلند آواز سے کہو کہ "اے اہل مدینہ! خدا کا رسول تم کو بلاتا ہے" ایک صحابیؓ کہتا ہے کہ ہمارے گھوڑے اور اونٹ اسوقت سخت ڈرے ہوئے تھے اور بھاگے جاتے تھے۔ ہم ان کو واپس موڑتے تھے اور وہ مڑتے نہ تھے۔ جس وقت یہ آواز آئی اس وقت یکدم ہماری حالت ایسی ہوگئی گویا ہم مردہ ہیں اور خدا کی آواز ہمیں بلاتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس آواز کے آتے ہی میں بے تاب ہو گیا میں نے اپنے اونٹ کو واپس لے جانا چاہا۔ مگر وہ باگ کے کھینچنے سے دوہرا ہو جاتا تھا مگر مڑتا نہ تھا میرے کان میں یہ آواز گونج رہی تھی کہ خدا کا رسول تم کو بلاتا ہے جب میں نے دیکھا کہ اونٹ مجھے دور ہی دور لئے جاتا تو میں نے تلوار انکال کر اس کی گردن کاٹ دی۔ اور پیدل دیوانہ وار اس آواز کی طرف بھاگ پڑا۔ اور بے اختیار کہتا جاتا تھا کہ حاضر ہوں حاضر ہوں وہ کہتا ہے کہ یہی حال سب لشکر کا تھا۔ جو سواری کو موڑ سکا وہ اس کو موڑ کر آپؐ کی طرف دوڑ پڑا۔ اور چند ہی منٹ میں سب لوگ اسی طرح آپؐ کے گرد جمع ہوگئے جس طرح کہ کہتے ہیں کہ مردے اسرافیل کے صور پر قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

جنگ کے متعلق حضور ﷺ کی ہدایات

۔ آپ لڑائی میں ہمیشہ تاکید کرتے تھے کہ مسلمان کبھی پہلے خود حملہ نہ کرے۔ ہمیشہ دفاعی طور پر لڑے اور یہ کہ عورتوں کو نہ ماریں۔ بچوں کو نہ ماریں۔ پادریوں کو نہ ماریں۔ بوڑھے اور معذوروں کو نہ ماریں جو ہتھیار ڈال دیں ان کو نہ ماریں درخت نہ کاٹیں۔ عمارتیں نہ گرائیں قصبوں اور گاؤں کو نہ لوٹیں اور اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ کسی نے ایسی غلطی کی ہے تو اس پر سخت ناراض ہوتے۔

فتح مکہ کے بعد حضور کا سلوک اپنے دشمنوں سے

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل مکہ پر فتح دی تو مکہ کے لوگ کانپ رہے تھے کہ اب نہ معلوم ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ مدینہ کے لوگ جنہوں نے خود اُن تکلیفوں کو نہ دیکھا تھا جو آپ کو دیں گئیں۔ مگر دوسروں سے سنا تھا وہ آپؐ کی تکلیف کا خیال کر کے ان لوگوں کے خلاف جوش میں بھرے ہوئے تھے مگر آپؐ جب مکہ میں داخل ہوئے۔ سب لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ اے لوگو! آج میں اُن سب قصوروں کو جو تم نے میرے حق میں کئے ہیں معاف کرتا ہوں تم کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

اگر جنگیں نہ ہوتیں اور آپ کو بادشاہت نہ ملتی تو آپؐ کامل نمونہ کسطرح دکھاتے؟ اور انسانی اخلاق کے اس پہلو کو کس طرح دکھاتے؟ غرض کہ جنگوں نے بھی آپؐ کے اخلاق کے ایک پہلو پر سے پردہ اٹھایا اور آپ کی صلح اور امن سے محبت اور آپؐ کے رحم کو ظاہر کیا کیونکہ سچا رحم کرنے والا اور عفو کرنے والا وہی ہے جسے طاقت ملے اور وہ رحم کرے اور سچا سخی وہی ہے جسے دولت ملے اور وہ اسے تقسیم کرے آپ کو خدا تعالیٰ نے ظالم بادشاہوں پر فتح دی اور آپؐ نے ان کو معاف کر دیا آپ کو اس نے بادشاہت دی اور آپؐ نے اس بادشاہت میں بھی غربت سے گذارہ کر کے اور سب مال حاجتمندوں میں تقسیم کر کے اس بات کو ثابت کر دیا کہ آپؐ غرباء کی خبر گیری کی تعلیم اس لئے نہیں دیتے تھے کہ آپؐ کے پاس کچھ تھا نہیں بلکہ آپؐ جو کچھ کہتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے۔

مرض الموت میں آپ کی آخری نصیحت

آپؐ نے زندگی کے ہر ایک لحہ کو خدا کے لئے تکلیف اٹھانے میں خرچ کیا۔ اور گویا آپؐ روز ہی خدا کیلئے مارے جاتے تھے ۶۳ سال کی عمر میں آپؐ نے وفات پائی۔ اور بیماری کی حالت میں بھی آپ کو یہی خیال تھا کہ کہیں لوگ میرے بعد شرک نہ کرنے لگیں چنانچہ بیماری موت میں آپؐ بار بار گھبرا گھبرا کر فرماتے تھے کہ خدا برا کرے ان لوگوں کا جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت کی جگہ بنا لیا ہے۔ یعنی اپنے نبیوں کو الوہیت کی صفات دے کر ان سے دعائیں وغیرہ مانگتے ہیں جس سے آپؐ کا مطلب یہ تھا کہ مسلمان ایسا نہ کریں۔ اسی طرح شرک کی تردید کرتے ہوئے آپؐ اپنے پیدا کرنے والے سے جا ملے۔ اور باوجود اس کے لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان محمد ﷺ کی پرستش کرتے ہیں سب سے زیادہ شرک مٹانے والے محمد ﷺ ہیں۔ انہوں نے اپنی سب عمر اسی کام میں خرچ کی ہے۔ اور دنیا میں جو خیالات توحید کے نظر آتے ہیں وہ سب ان کی اور ان کے متبعین کی ہی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔

☆ ☆ ☆

تاجدارِ ہفت کشور آفتابِ شرق و غرب

(آنحضرت ﷺ کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم نعتیہ کلام سے بعض اشعار

یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے تو ام　　وقفِ راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار
اتباع و عشقِ رُویت ازرہِ تحقیق چیست؟　　کیمیائے ہر دلے، اکسیر ہر جانِ فگار
دل اگر خوں نیست از بہرت چہ چیز است آں دلے　　ور نثار تو نگردد جاں کجا آید بکار
دل نمے ترسد بمہر تو مرا از موت ہم　　پائیداری ہا ببیں خوش میروم تا پائے دار
راغب اندر رحمت یا رحمۃ اللہ آمدیم　　ایکہ چوں ما بر درِ تو صد ہزار امیدوار
یا نبی اللہ نثارِ روئے محبوبِ تو ام　　وقفِ راہت کردہ ام ایں سر کہ بردوش ست بار
تابمن نورِ رسولِ پاک را بنمودہ اند　　عشقِ او در دل ہمے جوشد چو آب از آبشار
آتشِ عشق از دمِ من ہمچو برقے مے جہد　　یک طرف اے ہمدمانِ خام از گرد و جوار
بر سر وجد است دل تا دیدروئے او بخواب　　اے بر آں روے و سرش، جان سرورُ دیم نثار
صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن　　واں مسیح ناصری شد از دمِ او بے شمار
تاجدارِ ہفت کشور، آفتابِ شرق و غرب　　بادشاہِ ملک و ملت، ملجاء ہر خاکسار
کامراں آں دل کہ زد در راہ او از صدق گام　　نیک بخت آں سر کہ میدارد سر آں شہسوار

ترجمہ: اے نبی اللہ! میں تیرے بال بال پر فدا ہوں۔ اگر مجھے ایک لاکھ جانیں بھی ملیں تو تیری راہ میں ان سب کو قربان کر دوں۔ تیری اتباع اور تیرا عشق ہر دل کے لئے کیمیا اور ہر زخمی جان کے لئے اکسیر ہے۔ دل اگر تیری محبت میں خون نہیں تو وہ دل ہی نہیں اور جو جان تجھ پر قربان نہ ہو وہ جان کس کام کی۔ تیری محبت میں میرا دل موت سے بھی نہیں ڈرتا۔ میرا استقلال دیکھ کہ میں صلیب کے نیچے خوش خوش جا رہا ہوں۔ اے اللہ کی رحمت ہم تیرے رحم کے امیدوار ہیں۔ تو وہ ہے کہ ہم جیسے لاکھوں تیرے در کے امیدوار ہیں۔ اے نبی اللہ! میں تیرے پیارے مکھڑے پر نثار ہوں۔ میں نے اس سر کو جو کندھوں پر بار ہے تیری راہ میں وقف کر دیا ہے۔ جب سے مجھے رسول پاک کا نور دکھایا گیا ہے تب سے اس کا عشق میرے دل میں یوں جوش مارتا ہے جیسے آبشاروں سے پانی۔ میرے سانس سے اس کے عشق کی آگ بجلی کی طرح نکلتی ہے۔ اے خام طبع رفیقو میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ۔ میرا دل وجد میں ہے جب سے آنحضور کو خواب میں دیکھا ہے اس چہرے اور سر پر میری جان سر اور منہ قربان ہوں۔ اس چاہِ ذقن میں میں لاکھوں یوسف دیکھتا ہوں اور اس کے دم سے بے شمار مسیح ناصری پیدا ہوئے۔ وہ ہفت کشور کا شہنشاہ اور مشرق و مغرب کا آفتاب ہے۔ دین و دنیا کا بادشاہ اور ہر خاکسار کی پناہ ہے۔ کامیاب ہو گیا وہ دل جو صدق و وفا کے ساتھ اس کی راہ پر چلا۔ خوش قسمت ہے وہ سر جو اس شہسوار سے تعلق رکھتا ہے۔

(درثمین فارسی)

بقیہ:درس القرآن از صفحہ اول

یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حساب کے لئے کھڑا کرے گا اور پہلے قول کے مطابق آیت کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کو اللہ تعالیٰ اور رسول کریمؐ پر ایمان کے لئے ہدایت کی توفیق دے گا۔ حسن بصریؒ کا قول ہے کہ کافروں کی بعثت سے مراد ان کا شرک کو چھوڑ کر اے محمدؐ تجھ پر ایمان لانا ہے اور کافروں کی یہ بعثت موت کے وقت ہو گی"۔(تفسیر قرطبی)

آیت نمبر ۳۸:" وَقَالُوْا لَوْ لَانُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ان پر آیات تو بے شمار اتاری جاتی رہیں جیسے شق القمر کا نشان انہوں نے دیکھا اور اس کے علاوہ بے شمار نشانات دیکھے لیکن وہ اساطیر الاولین ہی کہہ کر ردّ کرتے رہے۔ خدا تعالیٰ تو یقیناً قدرت رکھتا ہے کہ مزید نشانات اتارے لیکن یہ ہمیشہ کی طرح ردّ ہی کرتے چلے جائیں گے۔

آیت نمبر ۴۰:"وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ بُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ......... الخ"۔علامہ محمود بن عمر الزمخشری تفسیر کشاف میں فرماتے ہیں صُمٌّ یعنی وہ کسی متوجہ کرنے والے کا کلام نہیں سنتے۔بُكْمٌ یعنی وہ حق بات نہیں کرتے۔وہ کفر کے اندھیروں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ پس وہ اس یعنی (قرآن، آنحضورؐ اور تعلیمات اسلامی) میں غور و فکر کرنے سے غافل ہیں۔

آیت نمبر ۴۳:"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ......... الخ"۔ حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں" غرض اس رکوع میں بتایا ہے کہ ہم رسول بھیجتے رہتے ہیں اور ان کے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوتا ہے کہ تمام اقوام کو بَاْسَاء، قسم قسم کی بیماریوں میں پکڑ لیتے ہیں۔ غرض کیا ہوتی ہے؟لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ تضرّع اختیار کریں"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے طاعون کے بارہ میں تضرع سے دعا کی تھی۔ پس آج بھی تضرع کرنے والے اسے آزما کر دیکھ سکتے ہیں کہ کیسے خدا تعالیٰ ایسی تضرع کو قبول فرماتا ہے۔

حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں" یہاں قادیان میں پچھلے دنوں طاعون پھیلنے لگا۔ میں نے خدا کی جناب میں نہایت تضرع سے دعا کی کہ ابھی تیری چھوٹی سے جماعت ہے۔اب تو اس جماعت میں اس درجہ کا دعا کرنے والا بھی نہیں۔ پس تو اپنا فضل کر۔ میں دیکھتا ہوں کہ طاعون معاً چلا گیا۔جو بیمار تھا وہ بھی اچھا ہو گیا۔یہ تضرع کا نتیجہ ہے"۔(ضمیمہ اخبار البدر قادیان ۔ ۲۶/اگست ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۵۰،۱۵۱)

آیت نمبر ۴۵:" فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ......... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بَغْتَةً تو زلزلے آیا ہی کرتے ہیں لیکن جب پیشگوئیوں کے مطابق ہوں تو وہ نشان ہوا کرتے ہیں چنانچہ کانگڑہ کا جو زلزلہ تھا وہ پیشگوئی کے مطابق تھا۔چنانچہ کس طرح فوق العادت طور پر امام وقت کی تائید کرنے والوں کو اس سے بچایا گیا تھا۔ایسے خطرناک علاقوں میں بھی جہاں بہت شدید نقصان ہوا احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہے اور کوئی بھی اس میں مارا نہیں گیا۔

آیت نمبر ۴۶:" فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا......... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ غلام دستگیر قصوری نے حضرت مسیح موعودؑ کو چیلنج کیا تھا۔اس بارہ میں حضور فرماتے ہیں" مولوی غلام دستگیر نے میرے صدق یا کذب کا فیصلہ آیت فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پر چھوڑا تھا جس کے اس محل پر یہ معنی ہیں کہ جو ظالم ہو گا اس کی جڑ کاٹ دی جائے گی اور یہ امر کسی اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیت ممدوحہ بالا کا مفہوم عام ہے۔ جس کا اس شخص پر اثر ہوتا ہے جو ظالم ہے۔ پس ضروری تھا کہ ظالم اس کے اثر سے ہلاک کیا جاتا۔لہٰذا چونکہ غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم تھا اس لئے اس قدر بھی اس کو مہلت نہ ملی جو اپنی کتاب کی اشاعت کو دیکھ لیتا۔اس سے پہلے ہی مر گیا اور سب کو معلوم ہے کہ وہ اس دعا سے چند روز بعد ہی فوت ہو گیا"۔(حقیقة الوحی ، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۴ مطبوعہ لندن)

آیت نمبر ۴۷:" قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ......... الخ"۔ علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ "اس کلام سے مقصود اُن امور کا تذکرہ ہے جو صانع حکیم ہستی کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ اعضاء انسانی میں سے سب سے افضل کان، آنکھ اور دل ہیں۔کان قوتِ سامعہ کا محل، آنکھ قوت باصرہ کا محل اور دل، حیات عقل اور علم کا محل ہے"۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں پہلے بھی تفصیل سے بیان کر چکا ہوں اس لئے مزید تفصیل کی ضرورت نہیں۔ مختصراً یہ کہا اگر کان ہی کو لے لیں تو کان کے اندر ایسے آلات بنائے گئے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی معقول انسان اس پر غور فکر کر کے انکار نہیں کر سکتا کہ اس کی بناوٹ اتفاقاً نہیں ہے۔ چمگادڑ کے کان ہی کو لے لیں۔اس کے کان کو اس کا آنکھ کا قائم مقام بنا دینا بھی کمال ہے۔(اس طرح آنکھ کے بارہ میں بھی حضور ایدہ اللہ نے اپنی کتاب "Revelation,Rationality,Knowledge & Trurh" میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہوئی ہے ۔ مرتب) پس اگر آنکھ کے اندھوں کو سَو سَو حجاب نہ پیدا ہو جائیں تو یہ امور خدا تعالیٰ کی ہستی پر زبردست دلیل ہیں۔

آیت نمبر ۴۹:" وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ .... الخ"۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "اگر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ لکھا ہو کہ اب نبوت سے کچھ باقی نہیں رہا مگر مبشرات و منذرات، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ نبی نہ تھے۔نادانی ہے کیونکہ یہ چیز تو نبوت کی شرائط میں سے ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ فرماتا ہے کہ ہم رسولوں کو جو بھیجتے ہیں تو ان کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ مبشرات و منذرات لاتے ہیں۔اب کیسے تعجب کی بات ہے کہ جس بات کو اللہ تعالیٰ عین نبوت قرار دے اسی کو نبوت کے انکار کی دلیل قرار دیا جائے"۔

آیت نمبر ۵۰:" وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایک عذاب تو وہ ہوتا ہے جو آسمان سے اترا کرتا ہے اور ایک عذاب وہ ہوتا ہے جس کے بارہ میں لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم اس سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے لیکن وہ ساتھ چمٹ کر رہ جاتا ہے۔ یہ ایسی بے حیائیاں ہوتی ہیں کہ جو انہیں گھیر لیتی ہیں اور عذاب بن کر ساتھ لگ جاتی ہیں۔ آنحضورؐ نے بہت سی بے حیائیوں کا ذکر فرمایا تھا کہ پھر اللہ انہیں ایسے عذابوں سے پکڑے گا جس کی کوئی پہلے مثال نہ گزری ہو گی۔ چنانچہ اب ایڈز (Aids) کو بھی "ایک قسم کی طاعون" ہی کہا جاتا تھا۔

آیت نمبر ۵۱:" قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ .... الخ"۔ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "کیا اندھا اور بینا مساوی ہو سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ پس، جب ہم اس بات کو دیکھتے ہیں تو پھر کس قدر غلطی ہے کہ ہم اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ غرض یہ ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرنا چاہئے اور مقابلہ مومن کے لئے تیار ہو جانا دانشمند انسان کا کام نہیں ہے۔اور مومن کی شناخت ان ہی آثار اور نشانات سے ہو سکتی ہے جو ہم نے ابھی بیان کئے ہیں۔اسی فراست الٰہیہ کا رعب تھا جو صحابہ کرامؓ پر تھا اور ایسا ہی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ رعب بطور نشان الٰہی آتا ہے۔وہ پوچھ لیتے تھے کہ اگر یہ وحی الٰہی ہے تو ہم مخالفت نہیں کرتے اور وہ ایک ہیبت میں آجاتے تھے .... جو لوگ یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ مومن کے ساتھ خدا ہے،وہ اس کی مخالفت چھوڑ دیتے ہیں اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو تنہا بیٹھ کر اس پر غور کرتے ہیں"۔(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۴۲،۱۴۳)

آیت نمبر ۵۲:"وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ......... الخ"۔الکشاف میں ہے "لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ اور کہا گیا ہے کہ شَفَاعَةً حَسَنَةً سے مراد مسلمان کے لئے دعا کرنا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرنے کے مفہوم میں آتا ہے اور آنحضورؐ سے مروی ہے کہ "جو اپنے غیر حاضر بھائی کے لئے دعا کرتا ہے اس کی دعا قبول ہو گی اور فرشتہ اس کے حق میں کہے گا کہ تیرے لئے بھی ویسا ہی ہو"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انذار، تبشیر کا پیش خیمہ ہوا کرتا ہے۔ عقل والی قوموں کو ہم دیکھتے ہیں کہ سڑکوں پر انذار لکھے ہوتے ہیں۔ کہیں Sharp Bend، کہیں Ice وغیرہ وغیرہ۔ تو جب عقل والی قومیں دنیاوی طور پر انذار سے فائدہ اٹھاتی ہیں تو عقل والی مذہبی قوموں میں بھی انذار سے لازماً تبشیر کے رنگ میں فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور دراصل اسی کی تاکید اس آیت میں کی گئی ہے۔

آیت نمبر ۵۳:"وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ ......الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں آنحضور کو خطاب ہے لیکن ساری امت اس سے مراد ہے۔

علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ " يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ سے مراد ہے وہ خدا تعالیٰ کی ذات کو چاہتے ہیں اور وَجْهٌ کا لفظ انہوں نے تعظیم کی خاطر اختیار کیا۔ جس طرح کہ وَجْهٌ کا لفظ رائے اور دلیل کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ جو شخص کسی کی ذات کو پسند کرتا ہے وہ اس کا چہرہ دیکھنا پسند کرے گا اور چہرہ کا دیکھنا لوازم محبت میں سے ہے۔اس وجہ سے وَجْهٌ کا لفظ محبت اور طلبِ خوشنودی کے لئے بطور کنایہ ہے"۔

☆......☆......☆

درس قرآن کریم ۲۸/دسمبر ۱۹۹۹ء۔(سورۃ الانعام آیت ۵۴ تا ۷۱)

آیت نمبر ۵۴:"وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ .... الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ لسان عرب میں ہے شُكْرٌ، نعمت کا تصور کرنا اور اس کا اظہار کرنا شکر کہلاتا ہے۔...... اَلشَّكُوْرُ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے اور اس کے معنی ہیں کہ بندوں کے تھوڑے اعمال بھی اس کے ہاں بڑھ جاتے ہیں اور ان کو کئی گنا بدلہ دیا جاتا ہے اور اس کا اپنے بندوں کا شکر کرنا یہ ہے کہ وہ ان کی مغفرت کر دیتا ہے"۔

آیت نمبر ۵۵:" وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ .... الخ"۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے "وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ، اس میں فرمایا ہے کہ یہ غریب ایمان دار اس کے مستحق نہیں کہ ان کو دھتکارا نہ جائے بلکہ یہ بڑی بڑی بشارتیں سننے کے مستحق ہیں"۔

آیت نمبر ۵۸:"قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عذاب جلد آنے کا حقیقی طور پر تو کوئی بھی مطالبہ نہیں کیا کرتا۔ یہ جو جلدی کرتے ہیں یہ نبی کو جھوٹا کرنے کے لئے کرتے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہی نہیں ہوتا کہ عذاب آ بھی سکتا ہے۔ یہ شیطانی حصے ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔ یقین کامل ہونا چاہئے کہ خدائی وعدے بہر حال پورے ہو کر رہنے والے ہیں۔ تھوڑے بہت آنکھوں کے سامنے پورے ہوتے بھی رہتے ہیں صرف غور و فکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ہاں وقت کے اندازے اور ہوتے ہیں اور انسان کے ہاں اندازے اور ہوتے ہیں اس لئے دھوکہ میں نہیں رہنا چاہئے۔

آیت نمبر ۶۰:" وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ......... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض اعتراض کرتے ہیں کہ چابیوں کے لئے تو لفظ مَفَاتِيْح آتا ہے لیکن یہاں مَفَاتِح آیا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ خزانوں اور کنجیوں دونوں کے لئے یہ لفظ آتا ہے۔ چنانچہ مفردات امام راغب میں ہے۔"اَلْمِفْتَح وَالْمِفْتَاح وہ چیز جس سے دوسری چیز کھولی جائے (یعنی کنجی)۔اس کی جمع مَفَاتِيْح اور مَفَاتِح ہے"۔

حضرت سالم بن عبداللہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا "مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ (غیب کی کنجیاں) پانچ ہیں: (۱) اَلسَّاعَۃُ یعنی قیامت کا علم خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ (۲) وہ بارش نازل کرتا ہے۔ (۳) اور جانتا ہے کہ رحموں میں کیا (پوشیدہ) ہے۔ (۴) اور کسی نفس کو یہ نہیں پتہ کہ کل کیا کرے گا یا کمائے گا۔ (۵) اور کسی شخص کو یہ علم نہیں کہ وہ کس جگہ مرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے"۔

(بخاری کتاب التفسیر من سورۃ الانعام باب عندہ مفاتح الغیب)

حضور ایدہ اللہ نے نمبر دو اور تین کے بارہ میں فرمایا کہ یہاں بھی بارش کی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں لیکن اکثر غلط ہی نکلتی ہیں کبھی یہ نہیں ہوا کہ ہمیشہ ان پر اعتماد کیا جاسکے۔ اسی طرح رحموں کے بارہ میں بھی اب بتایا جاتا ہے کہ بیٹا ہوگا یا بیٹی لیکن فی الحقیقت ان کو بعض دفعہ دھوکہ لگ جاتا ہے کیونکہ اصل علم تو صرف خدا تعالیٰ ہی کو ہے۔ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ سے یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس غیب کی چابیاں ہیں۔ میرے علم میں ایسا واقعہ ہے کہ کسی نے دعا کے لئے لکھا تو میں نے (خدا تعالیٰ سے خبر پاکر) اس بیٹے کی خوشخبری دی۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹروں نے تو اچھی طرح چیک کر لیا ہے اور ان کے مطابق لڑکی ہونی ہے۔ میں نے کہا کہ پھر انتظار کرو اور دیکھو کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب پیدائش ہوئی تو لڑکا ہوا۔ تو حقیقی طور پر یہ علم صرف خدا تعالیٰ ہی کو ہو سکتا ہے۔

علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ "لفظ مَفَاتِحُ سے مراد اَلْمَفَاتِیْحُ یعنی کنجیاں بھی ہو سکتی ہیں اور خزائن بھی مراد ہو سکتے ہیں"۔

اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ۔ علامہ رازی لکھتے ہیں کہ فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ سے مراد علم الٰہی ہے نہ کوئی اور چیز اور یہی درست اور انسب ہے"۔ علامہ قرطبی بیان کرتے ہیں کہ رَطْبٌ سے مراد زندہ لوگ اور یَابِسٌ سے مراد مردہ ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول 'فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ' کے بارہ میں فرماتے ہیں "اللہ کی حفاظت میں ہے"۔

اس آیت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "میں نے کئی بار اشتہار دیا ہے کہ کوئی ایسی سچائی پیش کرو جو ہم قرآن شریف سے نہ نکال سکیں۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ۔ یہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے اپنے حقائق اور معارف کے لحاظ سے اور اپنی فصاحت و بلاغت کے رنگ میں۔ اگر بشر کا کلام ہوتا تو سطحی خیالات کا نمونہ دکھایا جاتا مگر یہ طرز ہی اور ہے جو بشری طرزوں سے الگ اور ممتاز ہے۔ اس میں باوجود اعلیٰ درجہ کی بلند پروازی کے نمود و نمائش بالکل نہیں"۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۴ مورخہ ۱۷/نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۹)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت و سکون نہ ہوگا اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی۔ جیسے فرمایا وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا"۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ صفحہ ۳۵)

آیت نمبر: " وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ .... الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ اَجَلٌ مُّسَمًّی کے بارہ میں میں کئی مرتبہ تفصیل سے بیان کر چکا ہوں۔ ایک مقررہ مدت سے مراد ہوتی ہے جس سے آگے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس سے پہلے پہلے بہت سی مدتیں ایسی ہیں کہ ان میں بہت سی چیزیں ہلاک کر سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ حادثات ہیں یا مختلف چیزیں کھانے پینے کی ہیں جو اثر انداز ہو سکتی ہیں۔

آیت نمبر ۶۹: " وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر نظام کا ایک نگران مقرر ہے۔ اسی طرح موت کا ایک نظام ہے اس کو عزرائیل کا نظام کہتے ہیں۔ یہ سمجھنا درست نہیں کہ عزرائیل ادھر ادھر مارنے کے لئے بھاگا پھرتا ہے۔ دراصل یہ موت کا نظام ہے جو عزرائیل فرشتے کے سپرد ہے ورنہ وہ خود ادھر ادھر نہیں جاتا۔ یہ محض مولویوں کے بنائے ہوئے قصے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ موت قانون ہے اور ہمارا زندہ رہنا ثبوت ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ نے ہماری حفاظت کے بے انتہا انتظام مقرر فرمائے ہوئے ہیں۔ حضور نے تفصیل سے بتایا کہ مثلاً اگر ایک انگلی ہلانی ہو تو اس کے اور دماغ کے درمیان جو عضلات ہوتے ہیں ان کے درمیان بہت سے کیمیکلز کا دخل ہے اور اگر ان میں اربواں حصہ بھی صحیح اور بروقت کام نہ کریں تو موت واقع ہو جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "تم پر حفاظت کرنے والے مقرر ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو بھیجتا ہے......۔ اس مقام میں صاحبِ معالم (معالم التنزیل فی التفسیر والتاویل مصنفہ حافظ ابو محمد الحسین بن مسعود الشافعی مراد ہیں۔ مرتب) نے یہ حدیث لکھی ہے کہ ہر ایک بندہ کے لئے ایک فرشتہ موکل ہے جو اس کے ساتھ ہی رہتا ہے اور اس کی نیند اور بیداری میں شیاطین اور دوسری بلاؤں سے ان کی حفاظت کرتا رہتا ہے اور اسی مضمون کی ایک اور حدیث کعب الاحبار سے بیان کی ہے۔...... عکرمہ سے یہ حدیث لکھی ہے کہ ملائکہ ہر یک شر سے بچانے کے لئے انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور تقدیر مبرم نازل ہو تو الگ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر مجاہد سے نقل کیا ہے کہ کوئی ایسا انسان نہیں جس کی حفاظت کے لئے دائمی طور پر ایک فرشتہ مقرر نہ ہو...... جیسے ایک داعی شر انسان کے لئے مقرر ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے ایسا ہی ایک داعی خیر بھی ہر ایک بشر کے لئے موکل ہے جو کبھی اس سے جدا نہیں ہوتا اور ہمیشہ اس کا قرین اور رفیق ہے"۔

آیت نمبر ۶۶:" قُلْ ھُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ .... الخ"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ، فوق کے تین معنی ہیں۔ کوئی ظالم بادشاہ مسلط کر دے۔ بیرونی دشمن حملہ آور ہو۔ ہوائیں ایسی آویں جن سے لوگ پہاڑوں کے نیچے دب کر مر جائیں۔ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ اس کے بھی تین معنی ہیں۔ زلزلوں سے زمین پھٹ جائے، خسف ہو جائے، اپنے نوکروں کے ہاتھوں ہلاک ہو جاویں۔ جن کو ذلیل سمجھا ہوا ہے وہی تسلط پا جاویں"۔

پھر فرماتے ہیں "جنگ و لڑائی وغیرہ کو بھی عذاب قرار دیا ہے۔ عذاب بہت اقسام کے ہوتے ہیں۔ کیا خدا کے پاس عذاب کی ایک ہی قسم ہے؟ اور خدا کی عادت ہے کہ ہر نشان میں ایک پہلو اخفاء کا رکھتا ہے ورنہ وہ چاہے تو چن چن کر بڑے بڑے بدمعاش ہلاک کر دے۔ سب لوگ ایک ہی دن میں سیدھے ہو جاویں"۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۱،۲۔ مورخہ ۲۳/جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۳)

آیت نمبر ۶۹:"وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ .... الخ"۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "جو بدکار ہیں یا بدکاروں کے آشنا ان کو کیا ہدایت مل سکے۔ بد صحبت سے بچو۔ جہاں تمسخر ہو رہا ہو وہاں کوئی بھلا مانس چلا جائے تو وہ بھی کوئی بات تمسخر میں کر دے گا۔ پس ایسی صحبت ہی میں نہ بیٹھو۔ حدیث میں آیا ہے کہ کسی شخص کے حالات معلوم کرنے ہوں، اس کے دوستوں کو دیکھو۔ اِنَّ الْمَرْءَ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ۔ مومن کو چاہئے کہ دعا کرے کہ شہر والے مجھ سے محبت کریں پر میں صلحاء سے محبت کروں"۔ (ضمیمہ اخبار البدر قادیان ۳/ستمبر ۱۹۰۹ء۔ بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱)

آیت نمبر ۷۱:" وَذَرِالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَھُمْ لَعِبًا وَّ لَھْوًا......... الخ۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کھیل کود کی باتیں لھو و لعب کی خاطر ہیں اور اصل مقصد سے انسان کو غافل کر دیتی ہیں۔ آنحضرتؐ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن ہیں اس لئے جو معمولی سی کمی رہ گئی ہو گی وہ شفاعت سے دور ہو سکتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "کالجوں میں کس قدر غفلت کا سامان موجود ہے اور دین کو کیا بے حقیقت سمجھا جاتا ہے اس لئے کالجیوں کو بڑے ہی استغفار کی ضرورت ہے کیونکہ ان لوگوں کے سامنے یہ لوگ غفلت اور سیاہ دلی کا سامان مہیا کرتے ہیں"۔ (ضمیمہ اخبار البدر قادیان ۳/ستمبر ۱۹۰۹ء)

لَھُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ۔ حضور ایدہ اللہ نے یہ فرمایا یہ بھی تمثیلات ہیں۔ غور و فکر کرتے رہنا چاہئے۔ اگر اس کا تصور انسان کرے تو سمجھے گا کہ جیسے کھولتا ہوا پانی پیا جاتا ہے اسی طرح میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ اور اس طرح پھر اس سے بچنے کی طرف توجہ اور کوشش کرے گا۔

☆......☆......☆

درس قرآن کریم ۲۹/دسمبر ۱۹۹۹ء۔ (سورۃ الانعام آیت ۷۲ تا ۹۵)

آیت نمبر ۷۲:"قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا......... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت کا عام پیغام یہ ہے کہ ہر چیز جسے اگر مانا جائے جو نہ فائدہ دیتی ہو نہ نقصان تو اس کے ماننے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟

قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "ان کو کہہ دے کہ تمہارے خیالات کیا چیز ہیں۔ ہدایت وہی ہے جو خدا تعالیٰ براہ راست آپ دیتا ہے ورنہ انسان اپنے غلط اجتہادات سے کتاب اللہ کے معنی بگاڑ دیتا ہے اور کچھ کا کچھ سمجھ لیتا ہے۔ وہ خدا ہی ہے جو غلطی نہیں کھاتا لہذا ہدایت اسی کی ہدایت ہے انسانوں کے اپنے خیالی معنی بھروسے کے لائق نہیں ہیں"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۸۷)

آیت نمبر ۷۴:" وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ .... الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ کُنْ فَیَکُوْنُ کا صحیح ترجمہ یہی ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے کہ ہو جائے تو وہ ہونے لگتی ہے اور پھر ہو کر رہتی ہے۔ مثلاً کائنات کو بننے کا ارشاد ہوا تو اس کی تکمیل لمبے عرصہ کے بعد آکر ہوئی حالانکہ اس کو ہونے کا حکم تو بہت پہلے کا تھا اس لئے مطلب یہی ہے کہ ہونے کا کام تو شروع اسی وقت ہو جاتا ہے اور پھر عمل ہوتا رہتا ہے اور تکمیل ہو کر رہتی ہے۔

آیت نمبر ۷۵:" وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْہِ......... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ساری دنیا میں جو اولاد پھیلی ہوئی ہے وہ اپنے آپ کو ابراہیمؑ کی اولاد بیان کرتی ہے۔ ہندوؤں کے بارہ میں بھی تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ رام سے مراد بھی دراصل ابراہیم ہی ہیں کہ ان ہی سے نسل آگے پھیلی ہے۔

علامہ فخر الدین رازیؒ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ اکثر اوقات حضرت ابراہیمؑ کے حالات کے ذریعہ مشرکین عرب پر حجت پوری کرتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ عرب کی تمام قومیں ان کی فضیلت کی معترف تھیں۔ مشرکین بھی حضرت ابراہیمؑ کی فضیلت کے اقرار کے ساتھ ساتھ ان کی اولاد ہونے کے مدعی تھے۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ بھی اور مسلمان سب کے سب ان کی عظمت شان کے اقراری

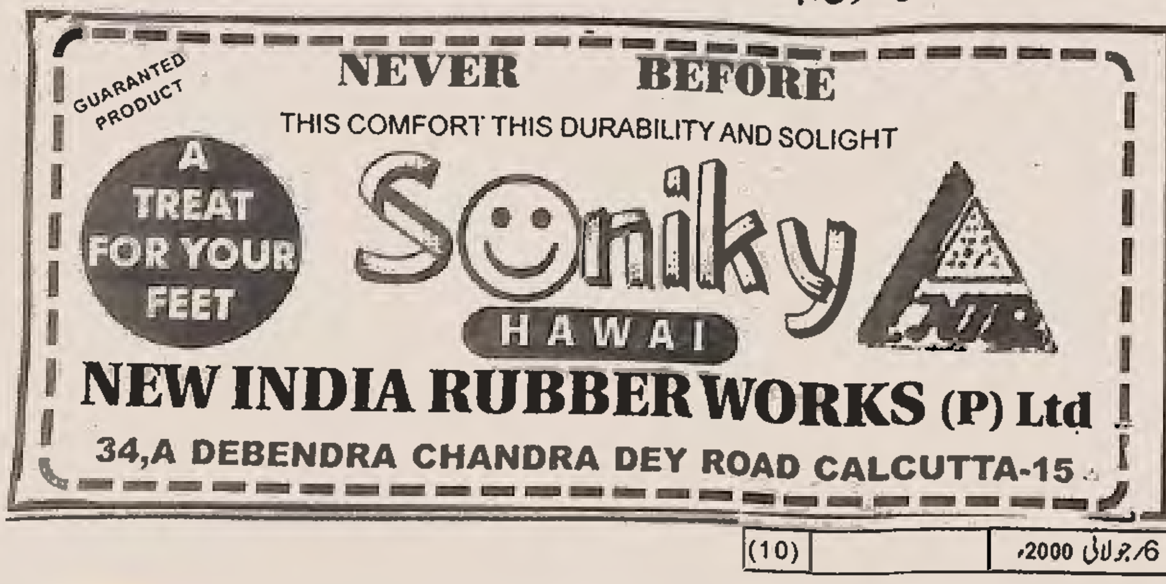

ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے خلاف بحث کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ کے حالات کا تذکرہ کیا ہے اور حضرت ابراہیمؑ کو جو یہ خصوصیت ملی کہ دنیا کا اکثر حصہ ان کی فضیلت و عظمت کا معترف ہے یہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ خدا اور بندہ کے درمیان معاہدہ ہوا ہے جیسا کہ فرمایا اَوْفُوْا بِعَھْدِیْ اُوْفِ بِعَھْدِکُم. حضرت ابراہیمؑ نے عہد عبودیت کو بڑی عمدگی سے نبھایا جس کی اللہ تعالیٰ نے بعض مقامات پر اجمالاً اور بعض جگہ تفصیلاً گواہی دی ہے"۔

آیت نمبر ۷۶:"وَکَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰھِیْمَ ....الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انسانی علم اور یقین مختلف تجارب سے مراتب میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس بارہ میں فرماتے ہیں "ایک دفعہ حضرت سے میں نے پوچھا یقین کی کوئی انتہاء بھی ہے؟ فرمایا جب میں بچہ تھا تب بھی خدا پر میرا ایمان تھا۔ جب جوان تھا تب اور ایمان بڑھا۔ جب کچھ پڑھا تب اور بڑھا۔ پھر جب الہام ہوا پھر اور ایمان بڑھا۔ پھر الہاموں کو پورا ہوتے ہوئے پایا، پھر اور ایمان بڑھا۔ پس یقین کی کوئی حد نہیں اور مراتب یقین کی کوئی حد نہیں"۔

(ضمیمہ اخبار البدر قادیان ۲/ستمبر ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۶۱، ۱۶۲)

آیت نمبر ۷۷:" فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ کَوْکَبًا..........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کو مَلَکُوْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض دکھائے گئے تھے۔اس آیت کی روشنی میں جب اس آیت اور بعد کی آیات کو دیکھتے ہیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ابراہیمؑ کا بحث کرنے کا زبردست طریق تھا ورنہ ستاروں وغیرہ کا تو انہیں پہلے سے پتہ تھا کہ وہ ماند پڑ جایا کرتے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی اعلیٰ درجہ کی حجت کا مذاق اڑانے کے لئے بعض علماء نے جھوٹے اور فرضی قصے بنائے ہوئے ہیں جن کا کوئی جواز نہیں۔

آیت نمبر ۷۸:" فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغَةً قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ..........الخ"۔ حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں "لَمْ یَھْدِنِیْ ،اگر مجھے ہدایت نہ کی ہوتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس سے پہلے ہدایت یاب تھے۔ یہ نہیں کہ اس وقت بھول سے تارے چاند کو ربّ کہہ رہے تھے"۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۲/ستمبر ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۶۲)

آیت نمبر ۷۹:" فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ ھٰذَآ اَکْبَرُ ....الخ"۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "پھر سورج کو لیا ہے۔ اسے بھی وہ روزانہ دیکھتے تھے اس لئے ستارہ اور چاند سے قبل اسے خدا کہنا چاہئے تھا مگر اسے نہیں کہا۔ یہ بھی دراصل ان سے طنز کیا ہے اور تدریجی طور پر ان کو شرمندہ کیا ہے"۔

آیت نمبر ۸۰:"اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ"۔ حضور نے فرمایا کہ لِسَانُ الْعَرَب میں ہے اَلْحَنِیْفُ، ایسا فرمانبردار جو باقی ادیان سے کنارہ کش ہو کر حق کی طرف مائل ہو اور حَنِیْفٌ اس کو بھی کہا گیا ہے کہ جو بیت حرام کو اپنا قبلہ بناتا ہے وہ ملت ابراہیمؑ پر قائم ہے۔ حَنِیْفٌ مخلص کو بھی کہتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ حنیف وہ ہے جو امر الٰہی میں فرمانبرداری اختیار کرے اور سر مُو انحراف نہ کرے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نماز شروع کرنے سے قبل یہی الفاظ ہیں جو نیت کے طور پر پڑھے جاتے ہیں۔ اس آیت کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "اس سے پہلے خیال کے مطابق تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کے منکر ہیں کیونکہ ستارہ دیکھا، چاند دیکھا، سورج دیکھا لیکن وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہی سے سمجھے ہوئے تھے اور یہ بھی اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ وہ پہلے ہی سے شرک سے بیزار تھے"۔

آیت نمبر ۸۳:" اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْآ اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہئے کہ صحابہ کی اکثریت مشرکین میں سے ایمان لائی تھی اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو کسی صورت میں بھی معاف نہیں فرمائے گا۔ ہاں البتہ اگر ساری عمر اسی شرک پر قائم رہیں اور اسی پر مر جائیں تو پھر معاف نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر ۸۴:" وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ..........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا ہے کہ تِلْكَ حُجَّتُنَآ، یہ بات خوب یاد رکھو کہ کبھی اپنی طرف سے مباحثہ کی ابتداء نہ کرو اور علم پر مغرور نہ ہو جاؤ بلکہ جب چاروں طرف سے بات گلے پڑ جاوے تو اس وقت دعا کرے کہ میرا علم، میری قدرت، میری عقل ناقص ہے۔ تو ہی اپنے فضل سے میرا معین و ناصر ہو۔ میں پچاس سال سے تجربہ کر رہا ہوں، اسی طرز میں کامیاب ہوا ہوں۔ تِلْكَ حُجَّتُنَآ میں بتایا کہ وہ ھٰذَا رَبِّیْ کی دلیل خدا کی طرف سے دی گئی ہے"۔

آیت نمبر ۸۵:" وَوَھَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ..........الخ"۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے "مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ میں ضمیر کا مرجع بعض نے حضرت ابراہیمؑ کو قرار دیا ہے اور بعض نے نوحؑ کو۔ جو ابراہیمؑ کو مرجع قرار دیتے ہیں وہ اس کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس جگہ حضرت ابراہیمؑ کا ذکر شروع ہے اور جو نوحؑ کو قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہاں بعض ایسے انبیاء کا ذکر کیا گیا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے نہیں۔ جیسے حضرت لوطؑ اور حضرت یونسؑ اور حضرت ایوبؑ۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے نہیں پھر جنہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو مرجع قرار دیا ہے انہوں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ذُرِّیَّتٌ سے مراد صرف اولاد ہی نہیں ہوا کرتی بلکہ ارد گرد کے لوگ اور بعد میں آنے والے لوگ اور اس کے ہمنوا اور ہم خیال بھی مراد ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں نوح کا لفظ زیادہ قریب ہے۔ اس لئے ضمیر اسی کی طرف جاتی ہے اور حقیقی معنوں میں ذُرِّیَّت بھی اسی کی بن سکتے ہیں اس لئے ضمیر اسی کی طرف پھر سکتی ہے"۔

آیت نمبر ۸۸:" وَمِنْ اٰبَآئِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ ....الخ"۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اِجْتَبَیْنٰھُمْ ،اور ہم نے ان کو چن لیا یعنی وہ باعتبار اپنی فطرتی قوتوں کے دوسروں میں سے چیدہ اور برگزیدہ تھے اس لئے قابل رسالت و نبوت ٹھہرے"۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۸۵ حاشیہ نمبر ۱۱)

آیت نمبر ۹۰:"اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ..........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مختلف اقوام میں کوئی نہ کوئی صاحبِ کتاب ہوتا رہا ہے۔ بعد میں آنے والوں کو کتاب کا حقیقی مفہوم اور حکمت کی باتیں سکھائی گئیں اور یہ انبیاء ہی ہوتے ہیں جو پہلوں کی حکمت کی باتیں خدا تعالیٰ سے سمجھ کر لوگوں کو سمجھاتے ہیں۔

ہر نبی کو کتاب نہیں ملی۔ ساری تفاسیر اس بات پر متفق ہیں کہ سب کو کتاب نہیں دی گئی بلکہ بعض کو کتاب ملی اور بعض کو اس کا علم دیا گیا۔ چنانچہ فتح البیان والا لکھتا ہے لَیْسَ لِکُلٍّ مِّنْھُمْ کِتَابٌ فَالْمُرَادُ بِاِیْتَاءِ الْکِتٰبِ تَفْھِیْمُ مَا فِیْهِ، کہ ہر نبی کو کتاب نہیں ملی۔ پس اِیْتَاءِ الْکِتٰب سے مراد کتاب کی سمجھ اور اس کا علم ہے جو ان کو دیا گیا"۔ یہی بات علامہ رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اور ابو مسعود عمادی نے تفسیر کبیر کے حاشیہ میں لکھی ہے۔ نیز تفسیر ابن جریر اور تفسیر نیشاپوری میں بھی یہی مضمون درج ہے۔

آیت نمبر ۹۳:" وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ ....الخ"۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے "مُبَارَكٌ ،بِرْکَةٌ کہتے ہیں نیچی جگہ کو جہاں پانی آ کر جمع ہو جاتا ہے۔ وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ ،اس میں مزید عقلی دلیل کو واضح کیا ہے۔ بتایا کہ یہ کتاب ایسی ہے اس کی صفت اور حقیقت یہ ہے کہ اسے ہم نے نازل کیا ہے۔ پھر وہ مبارک ہے، برکت والی ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کے تمام فیوض جمع ہیں۔ یہ کتاب تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ جہاں جہاں فضل ربانی اور صداقت اور وحی اللہ کی بارش ہوئی تھی وہ تمام اس میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اس سے قبل جو تعلیمیں اور پیشگوئیاں موجود ہیں ان کو یہ پورا کرنے والی ہے"۔

وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَ مَنْ حَوْلَھَا، حضور نے اس آیت کے متعلق فرمایا کہ اُمُّ الْقُرٰی کے بارہ میں سب متفق ہیں کہ اس سے مکہ مراد ہے لیکن کن معنوں میں یہ اُمُّ القریٰ ہے۔ مفسرین نے اس کی مختلف توجیہات پیش کی ہیں۔ علامہ رازی لکھتے ہیں "ابو بکر الاصم کہتے ہیں کہ چونکہ یہ اہل دنیا کا قبلہ ہے۔ اس لئے یہ بستی بنا اور جڑ کے طور پر ٹھہری اور باقی تمام علاقے اس کے تابع ٹھہرے۔ اور اس طرح اہل دنیا کی بنیادی عبادات میں سے حج جو اس بستی میں ادا ہوتا ہے جس کے سبب مخلوق اس بستی کی طرف آتی ہے جیسے اولاد ماں کی طرف آتی ہے"۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ "ہم نے قرآن کو عربی زبان میں بھیجا تا تو اس شہر کو ڈراوے جو تمام آبادیوں کی ماں ہے اور ان آبادیوں کو جو اس کے گرد ہیں یعنی تمام دنیا کو اور اس میں قرآن کی مدح اور عربی کی مدح ہے۔ پس عقلمندوں کی طرح تدبر کر اور غافلوں کی طرح ان پر سے مت گزر۔ اور جان کہ یہ آیت قرآن اور عربی اور مکہ کی عظمت ظاہر کرتی ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بستیوں کی ماں مکہ کیسے ہوئی؟ وجہ یہ ہے کہ سب بستیوں کو دراصل پیدا کرنے کی اصل وجہ مکہ ہی تھی اس لئے فرمایا ہے اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ ...... گویا مکہ سب بستیوں کی ماں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ام الالسنہ بھی عربی کو بنایا جو مکہ والوں کی زبان ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے یہی بتایا کہ تمام زبانوں کا مرجع عربی ہی ہے تو گویا زبان بھی ایسی چنی گئی جو ام الالسنہ ہے۔

آیت نمبر ۹۵:" وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ.......... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے ہی آؤ گے۔ یہ غور طلب بات ہے کہ حشر نشر تو اکٹھا بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ہر ایک کی جان بہر حال اکیلے ہی نکلا کرتی ہے۔

(نوٹس مرتبہ : منیر الدین شمس)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

وہ انعام یافتہ جو خدا کے دربار سے انعام یافتہ ہو وہ تو اگر ان پڑھ بھی ہو تو ایسا انعام یافتہ بن سکتا ہے کہ تمام کائنات کے چوٹی کے علماء اور چوٹی کے اعزاز پانے والے اس کی جوتیوں کو اٹھانے میں فخر محسوس کریں۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ارشاد نبویؐ
خَیرُ الزَّادِ التَّقویٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 بینٹنک لین کلکتہ 700001
دکان-248-1652, 248-5222
رہائش-243-0794, 27-0471

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt.-Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 49 Thursday, 6 th July 2000 Issue No: 27

(0091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(0091) 01872-70105

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد

و پندرہ روزہ تربیتی کلاسز

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ اُس نے زیر انتظام حیدر آباد، مشترکہ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد منعقد کرنے کی توفیق دی۔

مورخہ ۱۴ر مئی بروز اتوار پندرہ روزہ تربیتی کلاسز اور سالانہ اجتماع سے متعلق زیر صدارت محترم سیٹھ مہر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندر آباد بمقام مسجد فلک نما تقریب منعقد ہوئی۔ مکرم نصیر احمد صاحب کی تلاوت کے بعد خدام الاحمدیہ کا عہد مکرم سلطان محمد الہٰ دین صاحب قائد مجلس سکندر آباد نے اور اطفال الاحمدیہ کا عہد مکرم طاہر احمد صاحب غوری نے پڑھا۔ بعدہٗ نظم مکرم عبد الصمد صاحب نے پیش کی۔ بعدہٗ مکرم سلطان محمد الہٰ دین صاحب نے انتہائی دلنشین انداز میں خدام و اطفال کو مختلف امور کی جانب توجہ دلائی۔ اُس کے بعد ایک تقریر مکرم عبد المنان صاحب کی ہوئی۔ بعد ازاں محترم جناب امیر صاحب حیدر آباد نے مختلف تربیتی پہلو پر ایک مختصر تقریر فرمائی۔ صدارتی خطاب میں محترم امیر صاحب سکندر آباد نے عمل پیہم پر زور دیا اور دُعا کروائی۔ بعدہٗ مکرم احمد اللہ صاحب مدراسی کی طرف سے کھانا کھلایا گیا۔ نماز ظہر و عصر کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ دوسرے دن سے تعلیمی و تربیتی کلاسز کے علاوہ اسپورٹس کے روزانہ پروگرام شروع ہوئے۔ روزانہ صبح ۸ بجے حیدر آباد و سکندر آباد کے مختلف حلقوں سے خدام و اطفال بمقام فلک نما گراؤنڈ میں پہنچتے تھے۔ جن کی مجموعی تعداد ۱۵۰ تھی۔ کھیلوں کے بعد ۱۰ بجے سے تعلیمی و تربیتی کلاسز منعقد ہوئیں۔ خاکسار کے علاوہ محترم سلطان محمد صاحب الہٰ دین، مکرم یٰسین احمد صاحب، مکرم ظفر احمد صاحب، مکرم طاہر احمد صاحب غوری، خدام و اطفال کی تعلیمی و تربیتی کلاسز لیتے جبکہ مکرم مبشر احمد صاحب، مکرم عبد الرفیع صاحب اور مکرم مبشر احمد صاحب بابا کھیلیں کروانے کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ سکندر آباد نے بھی کافی تعاون دیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

مورخہ ۲۵ر مئی تک تعلیمی و تربیتی کلاسز کا سلسلہ چلتا رہا۔

سالانہ اجتماع

اللہ کے فضل سے سالانہ اجتماع مورخہ ۲۶-۲۷ اور ۲۸ مئی بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

مورخہ ۲۶ر مئی کو خدام الاحمدیہ کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوتے رہے۔ جبکہ ۲۷ر مئی کو اطفال الاحمدیہ کے علمی و ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ خدام اور اطفال نے انتہائی جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہوئے والہانہ انداز میں مقابلہ میں حصہ لیا۔ نمائشی کرکٹ میچ بھی کھیلے گئے۔

مورخہ ۲۸ر مئی کو مسجد فلک نما کے صحن میں اجتماع کا آغاز ہوا۔ جس کی صدارت محترم جناب سیٹھ بشیر الدین صاحب صوبائی امیر آندھرا نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم عبد الرفیع صاحب نے کی۔ اسکے بعد مکرم سلطان محمد صاحب الہٰ دین اور مکرم طاہر احمد صاحب غوری نے خدام اور اطفال کا عہد دہرایا۔ بعدہٗ مکرم عبد اللہ بدر نے دلنشیں انداز میں منظوم کلام پیش کیا۔ بعدہٗ مکرم شجاعت حسین صاحب نے نعت پیش کی۔ صدارتی تقریر میں آنمحترم نے خدام و اطفال کو زریں نصائح اور مفید مشوروں سے نوازا۔

دوسرا اجلاس زیر صدارت محترم حافظ صالح محمد صاحب الہٰ دین شروع ہوا۔ مکرم عبد الصمد صاحب کی تلاوت کے بعد مکرم شجاعت حسین صاحب نے نظم پیش کی۔ صدارتی تقریر میں موصوف نے خدام اور اطفال میں اردو اور عربی کی تعلیم پر خاص زور دیا۔ اور انتہائی بہترین انداز میں خدام و اطفال کو نصیحت فرمائی۔ اور سندات تقسیم کیں۔

اختتامی اجلاس کی کارروائی زیر صدارت محترم جناب امیر صاحب حیدر آباد شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم نصیر احمد صاحب نے کی۔ بعدہٗ منظوم کلام مکرم میر احمد اسلم صاحب نے پیش کیا۔ بعد ازاں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں خدام اور اطفال کو سچائی و دعوت الی اللہ کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ اُسکے بعد انعامات تقسیم ہوئے۔ مکرم امیر صاحب حیدر آباد اور مکرم سید جہانگیر علی صاحب نے ذاتی طور پر بھی خدام و اطفال کو حسن کارکردگی کی بناء پر انعامات دیئے۔ صدارتی خطاب کے بعد محترم امیر صاحب حیدر آباد نے دُعا کروائی۔ بعدہٗ نماز اور کھانا کے بعد یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

اللہ تعالیٰ اس اجتماع میں خدمت کرنے والے تمام منتظمین خدام و اطفال خصوصاً مکرم قائد صاحب و نائب قائد صاحب حیدر آباد کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور یہ اجتماع ہر جہت سے خیر و برکت کا موجب ہو۔ آمین

(سید طفیل احمد شہباز مبلغ سلسلہ حیدر آباد)

صوبائی اجتماع انصار اللہ اڑیسہ

آل اُڑیسہ صوبائی اجتماع انصار اللہ 9.8 جولائی بروز ہفتہ اتوار بمقام تابر کوٹ منعقد ہو رہا ہے اراکین مجلس اڑیسہ سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر اس اجتماع کو کامیاب بنائیں اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر جہت سے بابرکت بنائے آمین۔ (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

ہزاروں پاکستانی بچے جیلوں میں عام مجرموں کے طور پر پڑے ہیں

آئی پی ایس کی خبروں کے مطابق جرم کرنے والے بچوں کیلئے پاکستان کی عدلیہ کے نظام میں خامیوں کی وجہ سے ہزاروں بچے ملک کی مختلف جیلوں میں بطور ایک عام مجرم کے پڑے ہوئے ہیں۔

بچوں کے حقوق کے وکیل انیس جیلانی نے اپنی حالیہ شائع ہوئی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ بچوں کی اکثریت معمولی جرائم کیلئے جیلوں میں پڑی ہوئی ہے۔ جہاں انہیں شدید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیلوں کے بالغ قیدی ان بچوں کا استحصال کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ حالانکہ پاکستان بین الاقوامی قوانین کا پابند ہے۔ اور اس نے بچوں کے حقوق کے کنونشن ۱۹۹۰ء پر دستخط بھی کئے ہوئے ہیں، ان کے باوجود نوجوان مجرموں کو پاکستانی قوانین کے تحت انصاف نہیں ملتا۔ ۶۰۷ صفحوں پر مشتمل اس کتاب کا نام ”آہوں“ کو کوئی نہیں سنتا۔ پاکستان میں مجرم بچوں کے لئے انصاف کا نظام ہے۔

مسٹر جیلانی اس نظام کی خامیوں کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس نظام کے تحت سات سال سے زیادہ عمر کے بچوں کو بالغ سمجھتا ہے۔ یہ نظام بچوں کو موت کی سزا اور عمر قید کی سزا کی اجازت دیتا ہے۔ حکومت ان بچوں کے حقوق کو تسلیم نہیں کرتی جو قانون شکنی کرتے ہیں۔ ان بچوں کو ایک سیب کے چرانے یا رات کے وقت سڑک پر سو جانے جیسے معمولی جرائم کے لئے جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مالدار لوگوں کے بچے جیل میں نظر نہیں آتے جیل میں بچوں کا تعلق غریب طبقوں سے ہے۔

معاندین احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دُعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

QURESHI ASSOCIATES
Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.
Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992
Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893